مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

رسول اللہؐ جو کچھ تم کو دیں، اُس کو لے لو، اور جس سے منع کریں، اُس سے باز آ جاؤ!

مسند

امامِ اعظمؒ مترجم اُردو

۵۲۳ احادیث نبویؐ کا ایمان افروز خزانہ

جسے فقہ حنفی کے بانی حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مرتّب فرما کر مسلمانانِ عالم پر احسانِ عظیم فرمایا ہے!

ترجمہ و فوائد

مولانا سعد حسن صاحب!

ناشران: سعید محمد اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

الله صلی الله علیه وسلم یشرب النبیذ ولولا انی رأیته یشرب ماشربته ؛

کو نبیذ پیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اگر میں آنحضرت کو پیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں نہ پیتا ؛

ف:- یہ حدیث مسئلہ نبیذ کی طرف مشیر ہے جو مختصر سی وضاحت چاہتا ہے۔ نبیذ کی حقیقت یہ ہے کہ خشک انگوروں یا کھجوروں کو پانی میں ڈال دیں اور دیر تک اس میں چھوڑے رکھیں کہ ان کی مٹھاس و شیرینی پانی میں خوب اتر کر جائے۔ اور اس سے ایک لذیذ۔ خوش ذائقہ شربت تیار ہو جائے۔ یہ جس قدر خوش ذائقہ ہوتا ہے اسی قدر صحت کو بھی مفید ہوتا ہے۔ نقیع بھی اسی قسم کے ایک شربت کا نام ہے۔ مگر اس میں انگور یا کھجوریں پانی میں کم دیر کے لئے چھوڑی جاتی ہیں۔ یہ نبیذ آنحضرت نے استعمال فرمائی ہے۔ احادیث صحیحہ اس پر دال ہیں مثلاً حدیث ذیل ہی۔ یا شمائل ترمذی میں حضرت انس سے بدیں مضمون روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ سے آنحضرت کو تمام پینے کی اشیاء پلائی ہیں۔ مثلاً پانی۔ نبیذ۔ شہد۔ دودھ۔ مسلم میں حضرت عائشہ سے بدیں مضمون روایت ہے کہ آپ کہتی ہیں کہ ہم آنحضرت کے لئے نبیذ تیار کرتے ایک مشک میں جو اوپر کی جانب سے بند کی جاتی اور اس کے نیچے بھی ایک دہانہ ہوتا تھا۔ صبح کو اس میں کھجور وغیرہ ڈال کر نبیذ تیار کرتے جس کو آپ نوش جان فرماتے رات کو یا رات کو تو اس کو نوش جان فرماتے صبح کے وقت چنانچہ تمام علماء کے نزدیک یہ نبیذ جائز ہے اور حلال۔ البتہ اس کو اگر خفیف سا جوش دے لیں کہ یہ نشہ کی حد تک نہ پہنچے تو اس کے استعمال میں ائمہ مختلف القول ہیں۔ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف ؒ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس شرط سے کہ وہ ہاضمہ کی درستی کے لئے استعمال کی جائے نہ لہو ولعب کے لئے۔ امام محمد احناف میں سے اور امام شافعی و مالک اس کو ناجائز مانتے ہیں۔ مگر احناف کے نزدیک بھی فتوی امام محمد کے قول پر ہے اور فقیہ ابو اللیث نے کہا ہے کہ ہمارا عمل اسی پر ہے۔ نبیذ جس طرح انگور و کھجور سے تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح اور اشیاء خوردنی سے بھی بنتی ہے۔ مثلاً گیہوں۔ جو۔ انجیر۔ شہد وغیرہ ؛

ابو حنیفة ومسعر عن عطاء عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نبيذ الزبيب والتمر والبسر والشمر ؛

حضرت جابر سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور اور کھجور کی (ایک ساتھ تیار کی ہوئی) نبیذ سے اور گدر اور پکی کھجور کی (ایک جا بنائی ہوئی) نبیذ سے ؛

ف:- صحاح ستہ میں یہ حدیث اسی مضمون سے متعدد طرق سے وارد ہے صحیحین میں ابی قتادہ بن ربعی سے یوں روایت ہے کہ گدر اور پختہ کھجور سے ساتھ ساتھ اور پختہ کھجور اور انگور سے ساتھ ساتھ نبیذ تیار نہ کرو البتہ تیار کردان سے علیحدہ علیحدہ۔ گو ان سے علیحدہ علیحدہ نبیذ بنانا تو جائز ہے۔ مگر یک جائی شکل میں نہیں۔ یہ حکم اتنا ہی اس نقطہ خیال کے ماتحت ہے کہ یکجائی صورت میں بہت ممکن ہے کہ ایک چیز جلد تیز حاصل کر کے سکر کی کیفیت اپنے اندر پیدا کر لے اور دوسری چیز میں سرایت کر جائے۔ مگر معلوم نہ ہو یوں لاعلمی میں حرام چیز کا استعمال عمل میں آجائے۔ اس لئے یہ صورت ناجائز قرار دی گئی۔ مگر واضح رہے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک اس مخلوط نبیذ میں اگر نشہ پیدا نہ ہوا ہو

ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔ اور امام شافعی مالک و احمد کے نزدیک خواہ نشہ پیدا ہو یا نہ ہو ظاہری الفاظ حدیث کے ماتحت حرام ہے۔ امام محمد احناف میں سے ہر سہ ائمہ کے ساتھ ہیں۔ یعنی اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ حرمت کے قائلین کی دلیل حدیث ذیل ہے یا اسی مضمون کی دیگر احادیث۔ احناف کے نزدیک یہاں بھی فتوے امام محمد کے قول پر ہے۔ امام ابو حنیفہ رح ممانعت کی احادیث کو ابتدائے اسلام پر محمول کرتے ہیں جبکہ مسلمانوں پر تنگ دستی اور محتاجگی کا دور دورہ تھا کہ اس وقت امیروں پر دو چیزوں کا بیک وقت استعمال بند ہوا۔ کہ ان کے غریب ساتھی دوسری چیز کا استعمال کر سکیں یہ نہیں کہ وہ تو دو دو چیزیں اڑائیں اور دوسرے ایک سے بھی محروم ہوں۔ ایسا عمل ابتدائے اسلام میں کئی چیزوں کے بارہ میں ہے اور حلت کے لئے وہ اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں جو امام محمد کتاب الآثار میں لائے ہیں بدیں مضمون کہ ابن زیاد کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کے پاس گیا۔ تو آپ نے مجھ کو شربت پلایا جس کے اثر سے میں اپنے گھر والوں تک نہ پہنچ سکا۔ کہتے ہیں کہ دوسرے اور تیسرے میں صبح ان سے ملا تو میں نے اس کا ذکر کیا۔ ابن عمر رض نے فرمایا کہ ہم نے تو تم کو صرف کھجور اور انگور کی نبیذ پلائی تھی۔ لہذا اگر یہ مخلوط حرام ہوتی تو ابن عمر جو اتباع سنت رسول میں شہرہ آفاق تھے کس طرح حرام چیز پیتے یا دوسرے کو پلاتے۔ شیخ الاسلام کی مبسوط میں ابراہیم نخعی سے بھی اسی قسم کی روایت ہے ؛

۴۲۵ ح ۳

ابو حنیفۃ عن علقمۃ بن مرثد وحماد بن ابی سلیمان عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تشربوا مسکرا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مت پیو نشہ آور چیز ؛

ف: کتب صحاح و سنن ایسی احادیث سے پر ہیں جو نشہ آور چیز کی حرمت کو ثابت کرتی ہیں ؛

۴۲۶ ح ۴

ابو حنیفۃ عن ابی عون محمد الثقفی عن عبد اللہ ابن شداد عن ابن عباس انہ قال حرمت الخمر قلیلھا وکثیرھا والسکر من کل شراب ؛

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا شراب حرام کی گئی تھوڑی ہو یا بہت۔ اور نشہ ہر شراب میں سے ؛

ف: یہ حدیث امام مالک۔ شافعی۔ احمد اور امام ابو حنیفہ رح کے مابین ایک زبردست اختلافی مسئلہ کی طرف مشیر ہے۔ صورت اختلاف کی یہ ہے کہ ہر سہ ائمہ کے نزدیک ہر نشہ آور چیز کو خمر (شراب) کہتے ہیں اور وہ تھوڑی اور بہت حرام ہے اور اس کا پینے والا خواہ کسی مقدار میں پیئے سزاوار حد ہے وہ کہتے ہیں۔ خمر دراصل مخامرت سے مشتق ہے گویا عقل کو چھپانے والی۔ اب جو شراب بھی بسبب نشہ کے عقل کو چھپا دے وہ خمر کے حکم میں ہے اور تھوڑی ہو یا بہت حرام ہے۔ روایت کی رو سے یہ مسلم کی اس حدیث سے بھی دلیل لاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کل مسکر خمر کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔ یا اس حدیث سے کہ آپ نے فرمایا الخمر من ھاتین الشجرتین الکرمۃ والنخلۃ کہ خمر ان دو درختوں سے ہے انگور کی بیل اور کھجور۔ انگور کے ساتھ کھجور کو بھی شامل کیا۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ خمر تخمر سے ہے بمعنی تشدد اور قوت جو

کسی چیز کو حاصل نہیں اسی لیئے اس کو ام الخبائث کہتے ہیں اور باعتبار لغت اور بروئے عام استعمال اہل عرب خمر انگور کے کچے پانی کو کہتے ہیں۔ جبکہ وہ نشہ آور ہو جائے۔ اس معنی میں اس کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن پاک سے بھی اس کی حرمت بآیت یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب الآیۃ ثابت ہے اور احادیث صحیحہ سے بھی۔ باقی دوسری چیزوں کی شرابوں کی حرمت قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے اور اجتہادی۔ مثلاً کھجور جو۔ جوار۔ کی شراب اور ان میں خمر کے علاوہ دوسرے الفاظ مستعمل ہیں مثلاً نبیذ۔ نقیع۔ سکر۔ وغیرہ۔ چنانچہ ان کا وہ حکم نہیں جو انگور کی شراب کا ہے کہ وہ تھوڑی بھی حرام ہے اور زائد بھی۔ تھوڑی پینے پر بھی حد ہے۔ اور زائد پر بھی۔ بلکہ یہ دیگر شرابیں اگر قلیل مقدار میں استعمال کی جائیں کہ نشہ نہ پیدا کریں تو حرام نہیں۔ ہاں اگر نشہ لانے کی مقدار میں پی جائیں تو یہ حرام ہیں اور ان کے پینے والے پر حد جاری ہوگی۔ اسی طرح یہ فرق بھی ہے کہ انگور کی شراب کی حرمت سے انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور دیگر شرابوں کی حرمت سے انکار کرنے والا کافر نہیں۔ کیونکہ ان کا ثبوت ظنی ہے قطعی نہیں۔ امام صاحب کے مذہب پر دلیل ابن عباس کی حدیث ذیل سے لائی جاتی ہے۔ جو صاف گویا ہے کہ خمر (انگور کی شراب) تھوڑی اور بہت پر مقدار میں قطعی حرام ہے اور اور شراب نشہ کی حد پر حرام ہے اس سے کم مقدار میں نہیں۔ گویا دیگر شرابوں میں حرمت وحلت کے لیئے نشہ کو حد فاصل یا خط امتیازی قرار دیا ہے اور انگور کی شراب میں ایسا نہیں۔ وہاں ایک قطرہ بھی ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ پوری بوتل یا اس سے بھی زائد۔ اور ثلاثہ کی حجت لائی ہوئی حدیث کل مسکر خمر کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن معین نے اس پر طعن کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ تین احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ایک لا نکاح الا بولی وشاھدی عدل دوسری من مس ذکرہ فلیتوضا تیسری کل مسکر خمر۔ اور یحییٰ بن معین کی وہ شخصیت ہے کہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جس حدیث یحییٰ بن معین نہ پہچانیں وہ حدیث حدیث نہیں۔ دوسری حدیث کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت خمر کی حقیقت واضح نہیں فرما رہے ہیں بلکہ اس کے حکم کا بیان ہے اور رسول کا یہ کام بھی نہیں کہ وہ الفاظ کی لغوی یا معنوی تحقیق کرتا پھرے اور یہاں بحث لغوی تحقیق میں ہے۔ اب مخالفین حدیث ذیل کے والسکر کی صحت کو نہایت شد ومد سے باطل کرتے ہیں۔ جس پر پورے مذہب کی بنیاد ہے۔ کہتے ہیں کہ مسکر صحیح ہے۔ حالانکہ متعدد طرق سے والسکر کا ہی لفظ منقول ہے۔ طحاوی یوں لائے ہیں حرم اللہ الخمر والسکر من کل شراب کہ اللہ نے عین خمر کو حرام فرمایا اور ہر شراب سے نشہ کو۔ اور بزار اور دارقطنی بھی یوں ہی لائے ہیں۔ مرفوع بھی لائے ہیں اور موقوف بھی۔ نسائی بھی ثقہ راویوں سے اس حدیث کو اسی لفظ سے لائے ہیں لہٰذا یہ لفظ اپنی جگہ صحیح ہے۔ پھر مخالفین کہتے ہیں کہ حدیث کے وصل وانقطاع اور رفع ووقف میں اختلاف ہے۔ جو اس حدیث کے ضعف کی دلیل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ اختلاف حدیث کی صحت میں حارج نہیں کیونکہ مثلاً رفع زیادتی ہے اور راوی کے ثقہ ہونے پاس کی زیادتی مقبول ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہو چکی کہ جس مسئلہ میں اجتہاد کو دخل نہ ہو اس کا وقف رفع ہی کے حکم میں ہے۔ مثلاً انقطاع حدیث کی صحت میں فرق نہیں لاتا۔ جب کہ راوی ثقہ ہو۔ بلکہ ایسی حدیث حکم میں مرسل کے ہی ہوتی ہے۔ ھذا ما ظہر

Marfat.com

لی الآن واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ؛

باب ۲۰۹ حرمۃ اکل ثمن الخمر!

باب اس بیان میں کہ خمر کی قیمت کا کھانا حرام ہے!

۴۲۷/۱

ابوحنیفۃ عن محمد بن قیس الھمدانی عن ابی عامر الثقفی انہ کان یھدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کل عام راویۃ من خمر وفی روایۃ انّ رجلاً من ثقیف یکنی اباعامر کان یھدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کل عامٍ راویۃ من خمرٍ فاھدی فی العام الذی حرمت فیہ الخمر راویۃ کما کان یھدی لہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباعامر ان اللہ تعالیٰ قد حرم الخمر فلا حاجۃ لنا فی خمرک قال خذھا فبعھا فاستعن بثمنھا علی حاجتک فقال یا اباعامر ان اللہ تعالیٰ قد حرّم شربھا وبیعھا واکل ثمنھا ؛

محمد بن قیس الہمدانی سے روایت ہے کہ ابی عامر الثقفی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر سال شراب انگوری کی ایک مشک بطور ہدیہ بھیجا کرتا تھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ثقیف کا ایک شخص جس کی کنیت ابوعامر تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر سال شراب انگوری کی ایک مشک بطور ہدیہ بھیجا کرتا تھا۔ لہذا جس سال کہ شراب حرام ہوئی اس نے حسب معمول شراب کی مشک ہدیہ بھیجی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابی عامر چونکہ اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے اس لئے اب ہم تیری شراب کے حاجتمند نہیں۔ وہ بولا۔ (کوئی پروا نہیں) اس کو آپ لے لیجئے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت اپنی ضروریات میں صرف کیجئے۔ آپ نے فرمایا اے ابی عامر البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کا پینا بیچنا اور اس کی قیمت کا کھانا (سب) حرام کیا ہے ؛

ف :۔ راویہ مشک کو کہتے ہیں اور پانی لانے والے اونٹ کو بھی۔ یہاں ہر دو مراد ہو سکتے ہیں ؛

کتاب اللباس والزینۃ

کتاب لباس اور زینت کے بیان میں!

باب ۲۱۰ ذکر قلنسوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی کے ذکر میں!

۴۲۸/۱

ابوحنیفۃ عن عطاء عن ابی ھریرۃ قال کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنسوۃ

حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی شامی تھی۔ اور ایک

Marfat.com

شامیۃ وفی روایۃ عن عطاء عن ابی ھریرۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنسوۃ بیضاء شامیۃ ؛

روایت میں حضرت ابی ہریرہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی سفید شامی تھی ؛

ف:- بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ آپ کی ٹوپی سفید لاطینی تھی - بعض میں اس طرح ہے کہ آپ بغیر عمامہ کے بھی ٹوپیاں پہنتے - اور عمامہ کے ساتھ بھی - اور بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ باندھتے - اور لڑائی میں آپ کانول والی ٹوپی پہنا کرتے ؛

بَابُ السَّدْلِ ! (۲۱۱)

باب سدل کے بیان میں !

ابوحنیفۃ عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر برجل سادل ثوبہ فاعطفہ علیہ وفی روایۃ عن علی بن الاقمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم منقطعاً ؛

حضرت ابی جحیفہ رض سے روایت ہے - کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک شخص کے پاس سے جو کپڑا لٹکائے ہوئے تھا - تو آپ نے اس کپڑے کو اس کے شانے پر الٹ دیا - اور ایک روایت ہے علی بن اقمر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع ؛

ف:- یعنی کپڑے کو بغیر لپیٹے ہوئے لٹکائے رکھنا اور چھوڑے رکھنا منع ہے اسی لئے آنجناب نے اس کو اس کے شانے پر ڈال کر اس کو لپیٹ دیا ؛

بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ ! (۲۱۲)

باب اس بیان میں کہ ریشم اور دیباج کا پہننا منع ہے !

ابوحنیفۃ عن الحکم عن ابن ابی لیلی عن حذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن لبس الحریر والدیباج وقال انما یفعل ذلک من لا خلاق لہ ؛

حضرت حذیفہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ریشم اور دیباج کے پہننے سے اور فرمایا کہ یہ وہ پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ؛

ف:- یہ حرمت مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں - کیونکہ طحاوی اپنی معجم میں عمر سے عبداللہ بن عمر رض سے بدیں مضمون حدیث لائے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کے ایک ہاتھ میں ریشم کا پارچہ تھا اور دوسرے میں سونا - آپ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور ان کی عورتوں کے لئے حلال - البتہ تین چار انگل کی مقدار میں ریشم مردوں کے لئے بھی جائز ہے چنانچہ دوسری روایت میں آنحضرت سے اس مقدار کی رخصت ثابت ہے ؛

بَابُ بَيَانِ التَّمَاثِيْلِ ! (۲۱۳)

باب تصاویر کے بیان میں !

ابوحنیفۃ عن ابی اسحٰق عن عاصم

عاصم بن کلیب سے روایت ہے کہ علی کرم اللہ

بن حمزة عن علی کرم الله وجهه انه کان علّق فی بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم سترًا فیه تماثیل فابطأ جبرئیل ثم اتاه فقال له ما ابطأك عنی قال انا لا ندخل بیتًا فیه کلب ولا تماثیل فابسط الستر ولا تعلقه واقطع رءوس التماثیل واخرج هذا الجرو ؛

وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر ایک پردہ لٹکا دیا جس پر تصاویر تھیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنے میں تاخیر کی اور پھر آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا کہ تم نے میرے پاس آنے میں دیر کیوں کی انہوں نے کہا کہ ہم فرشتے نہیں جاتے اس گھر میں جس میں کتا ہو یا تصویریں ہوں۔ لہٰذا آپ پردہ کھول کر بچھا لیں اور اس کو نہ لٹکائیں اور تصویروں کے سروں کو کاٹ ڈالیں اور اس کتے کے پلے کو بھی نکال باہر کریں ؛

ف: - یہ حدیث اور کتب صحاح میں بھی بدیں مضمون وارد ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ رحمت کے فرشتے ایسے گھروں میں نہیں گھستے جس میں تصویر ہو یا کتا۔ البتہ اس حکم سے محافظ فرشتے اور کراماً کاتبین مستثنیٰ ہیں۔ کہ وہ ہر دم و ہر گھڑی انسان کے ساتھ ہیں۔ خواہ انسان گھر میں ہو یا باہر ؛

بَابُ الخضاب بالحناء! ۲۱۴

باب مہندی سے بالوں کو خضاب کرنے کے بیان میں!

۴۳۲ ح ۱

ابوحنیفة عن نافع عن ابن عمر رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اخضبوا شعرکم بالحناء وخالفوا اهل الکتاب ؛

حضرت ابن عمر رض کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کرو اپنے بالوں کو مہندی سے اور مخالفت کرو اہل کتاب کی ؛

ف: - اہل کتاب خضاب نہیں لگایا کرتے تھے۔ لہٰذا ان کی مخالفت میں خضاب کا حکم ہوا کیونکہ ان کی مخالفت مستحب ہے۔ پھر مہندی کی دوسری احادیث میں بہت تعریف آئی ہے۔ لیکن یوں آیا ہے کہ وہ خوشبو والی چیز ہے اور کہیں اس طرح کہ وہ تمہارے جمال و خوبصورتی کو بڑھاتی ہے غرض خضاب لگانا یقیناً جائز ہے جس سے بال سرخ ہو جائیں یا سرخ مائل بہ سیاہی ہوں۔ البتہ بالکل سیاہ کرنا جائز نہیں ؛

بَابُ الخضاب بالکتم! ۲۱۵

باب کتم کے ساتھ خضاب کرنے کے بیان میں!

۴۳۳ ح ۱

ابوحنیفة عن یحیی بن عبد الله الکندی عن ابی الاسود عن ابی ذر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان احسن ما غیرتم به الشیب الحناء والکتم وفی روایة قال احسن

حضرت ابی ذر رض سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین چیز جس سے تم بدلا اپنے بڑھاپے کو مہندی ہے اور نیل۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ بہترین چیز جس سے تم بالوں

ما غیّرتم به الشعر الحناء والکتم وفی روایة من احسن ما غیّرتم به الشیب الحناء والکتم ؛

کو بدلو مہندی ہے اور نیل ہے ۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ بہترین چیز جس سے تم بڑھاپے کو بدلو مہندی ہے اور نیل ؛

ف :- اس میں مہندی و نیل کے خضاب کی تعریف و توصیف ہے ؛

باب الاخذ بنواحی اللحیة !

باب داڑھی کے اطراف و جوانب کے کٹوانے اور چھٹوانے کے بیان میں !

ابوحنیفة عن الهیثم عن رجل ان ابا قحافة اتی النبی صلی الله علیه وسلم ولحیته قد انتشرت قال فقال لو اخذتم واشار الی نواحی لحیته ؛

ایک شخص سے روایت ہے کہ ابی قحافہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور ان کی داڑھی (بالوں کی کثرت و درازی کے سبب) بکھری پڑی تھی تو آپ نے ان کی داڑھی کے اطراف کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا کاش تم اس کو کترتے اور چھانٹتے ؛

ترمذی میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو عرض و طول سے کتروا تے ؛

ف :- یہ حضرت ابوبکر صدیق کے والد تھے اور فتح مکہ کے دن آنحضرت کے سامنے آئے تھے ؛

ابوحنیفة عن الهیثم عن ابی ثور عن ابن عباسؓ انه قال لا بأس ان تصل المرأة شعرها بالصوف انما نهی بالشعر وفی روایة لا بأس بالوصل اذا لم یکن شعر بالرأس ؛

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ کوئی پروا نہیں اگر عورت اپنے بالوں میں صوف ملا لے ۔ البتہ ممانعت بالوں میں بال ملانے کی ہے ۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اگر سر پر بال نہ ہوں تو وصل جائز ہے ؛

ف :- یعنی عورت کے لئے وصل کی صورت جو ممنوع ہے وہ بالوں کے ساتھ بالوں کو ملانے کی شکل میں ہے یوں کہ جزء آدمی سے انتفاع حرام ہے ؛

Marfat.com

كِتَابُ الطِّبِّ وَفَضْلِ الْمَرَضِ وَالرُّقَى وَالدَّعَوَاتِ

کتاب طب۔ مرض کی فضیلت۔ منتر۔ اور دعاؤں کے بیان میں!

ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله ليكتب للانسان الدرجة العليا في الجنة ولا يكون له من العمل ما يبلغها فلا يزال يبتليه الله حتى يبلغها۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ لکھ دیتا ہے ایک بندہ کے لئے بلند درجہ جنت میں۔ مگر اس کا عمل ایسا نہیں ہوتا۔ کہ اس کو اس درجہ تک پہنچا دے۔ تو اس لئے اللہ تعالےٰ اس کو ہمیشہ بیماری میں مبتلا رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شخص اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

ف: ۔ ابوداؤد و امام احمد بھی محمد بن خالد السلمی سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے باپ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کے لئے جنت میں درجہ کوئی پہلے سے لکھ چھوڑتا ہے۔ جس تک وہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کی جان اس کے مال اور اس کی اولاد کی طرف سے اس کی آزمائش کرتا ہے۔ پھر اس کو اس آزمائش میں صبر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بندہ اس لکھے ہوئے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ترمذی حضرت ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن مرد و عورت اپنی جان۔ مال۔ اور اولاد کی طرف سے مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ایسی حالت میں ملتے ہیں کہ ان پر ایک گناہ نہیں ہوتا۔

ابوحنیفۃ عن علقمة عن ابن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مرض العبد وهو على طائفة من الخير قال الله تبارك وتعالى للملائكة اكتبوا لعبدي مثل اجر ما كان يعمل وهو صحيح۔

زاد في رواية مع اجر البلاء۔

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی ایسا بندہ بیمار پڑتا ہے۔ جو تندرستی میں بھلے کام کیا کرتا تھا تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ لکھو میرے بندہ کے لئے اجر ان اعمال کا جو وہ کیا کرتا تھا صحت میں۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اجر بیماری کا بھی۔ (یعنی اس پر صبر شکر کرنے کا)

وَفِي رِوَايَةٍ اُكْتُبُوا لِعَبْدِي مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ ۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے۔ کہ لکھو میرے بندہ کے لئے وہ ہی عمل جو صحت و تندرستی میں کیا کرتا تھا ۔

وَفِي رِوَايَةٍ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ وَعَلٰى عَمَلٍ مِنَ الطَّاعَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لِحَفَظَتِهِ اُكْتُبُوا لِعَبْدِي اَجْرَ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ ۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب بیمار پڑتا ہے بندہ اور طاعت پر کاربند ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کراماً کاتبین سے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ لکھو میرے بندہ کے لئے اجر اس عمل کا جو وہ کیا کرتا تھا۔ جبکہ وہ صحیح سالم تھا ۔

ف:۔ امام احمد و بخاری حضرت ابی موسیٰ سے مرفوع حدیث لائے ہیں کہ کوئی بندہ بیمار پڑتا ہے۔ یا سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی عمل کا اجر لکھ دیتا ہے جو وہ صحت میں یا وطن کے قیام میں کیا کرتا تھا۔ طبرانی اوسط میں حضرت انس سے مرفوع حدیث لائے ہیں کہ جب بندہ تین دن بیمار پڑا رہتا ہے۔ تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو اس کی ماں نے جنا ہے۔ لہٰذا ان احادیث سے پتہ چلا کہ مسلمان کی بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور سبب بخشش یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بندہ نوازی و بندہ پروری کی بہت ہی اونچی اور بلند مثال ہے ۔

۴۳۸/۳

اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُقَاتِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ دَاءٍ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى دَوَاءً فَاِذَا اَصَابَ الدَّاءَ دَوَاؤُهُ بَرِئَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بیماری کی دوا اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہے۔ لہٰذا جب بیماری کو اس کی مناسب دوا مل جاتی ہے تو بحکم خدا انسان اچھا ہو جاتا ہے ۔

ف:۔ امام احمد اور مسلم بھی حضرت جابر سے بعینہٖ یہ حدیث لائے ہیں ۔

۴۳۹/۴

حَمَّادٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ دَوَاءً اِلَّا السَّامَ وَالْهَرَمَ فَعَلَيْكُمْ بِاَلْبَانِ الْبَقَرِ فَاِنَّهَا تَغْلِطُ مِنْ كُلِّ شَجَرٍ

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری کہ اس کے لئے کوئی دوا نہ رکھی ہو مگر موت اور بڑھاپا کہ ان کی کوئی دوا نہیں، گائے کا دودھ ضرور پیا کرو کیونکہ اس میں سب نباتی اجزا موجود ہیں ۔

ف:۔ بخاری میں حضرت ابی ہریرہ سے یوں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما انزل اللہ داء الا انزل لہ شفاء کہ اللہ تعالےٰ نے کوئی بیماری نہیں پیدا کی کہ اس کی شفا نہ رکھی ہو۔ حاکم ابی سعید سے اس طرح روایت لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں پیدا کی جس کی شفا نہ رکھی ہو۔ جس کو چاہا اس کا علم دیا۔ اور جس کو چاہا اس سے جاہل رکھا۔ یہ اللہ تعالےٰ کے بے پایاں اور بے پناہ الطاف کا کھلا ثبوت ہے کہ اس نے کوئی بیماری بندوں کو ایسی نہ دی جس کے شفا کے اسباب اور اس کی مناسب دوائیں ہیں

Marfat.com

پیدا نہ کردی ہو۔ اب جس کو چاہا اس کے علم اور اس کی معرفت سے نوازا اور جس کو چاہا اس سے بے بہرہ و ناواقف رکھا۔ یہ اس کی مصلحت عامہ ہے جو سارے عالم میں کارفرما ہے۔

۴۴۰/۵

ابوحنیفة عن قیس عن طارق عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم ینزل اللہ داء الا وانزل معہ الدواء الا الھرم فعلیکم بالبان البقر فانھا ترم من الشجر۔

وفی روایۃ ان اللہ تعالیٰ لم یجعل فی الارض داء الا جعل لہ دواء الا الھرم والسام فعلیکم بالبان البقر فانھا تخلط من کل الشجر۔

وفی روایۃ ما انزل اللہ من داء الا انزل معہ دواء الا السام والھرم فعلیکم بالبان البقر فانھا تخلط من کل الشجر۔

وفی روایۃ ان اللہ تعالیٰ لم یضع فی الارض داء الا وضع لہ شفاء او دواء فعلیکم بالبان البقر فانھا تخلط من کل الشجر علیکم بالبان البقر فانھا ترم من کل شجرۃ وفیھا شفاء من کل داء۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری مگر کہ اتاری اس کے لئے دوا سوائے بڑھاپے کے (کہ اس کی کوئی دوا نہیں) تو تم گائے کا دودھ پیا کرو۔ کیونکہ وہ ہر درخت کو چرتی ہے۔ (یعنی اس کے دودھ میں سب اجزاء نباتی شامل ہیں۔ جو انسان کے بدن کے لئے صالح غذا بناتے ہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کی زمین میں کوئی بیماری مگر کہ پیدا کی اس کی دوا مگر پیری اور موت تو تم اپنے لئے گائے کا دودھ لازم کرو کیونکہ اس کا دودھ مخلوط ہوتا ہے تمام نباتات سے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی جس کی کوئی دوا نہ اتاری ہو مگر موت اور بڑھاپا۔ لہٰذا تم گائے کا دودھ پینے کے پابند ہو جاؤ۔ اس لئے کہ وہ اپنے اندر تمام نباتات کے اجزاء رکھتا ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی زمین میں کوئی بیماری ایسی جس کی ساتھ ساتھ شفا یا دوا بھی نہ رکھ دی ہو۔ لہٰذا التزام کرو گائے کے دودھ پینے کا۔ کیونکہ وہ شامل ہے تمام درختوں کے اجزاء کو اور پھر ارشاد فرمایا لازم پکڑو گائے کے دودھ کو کیونکہ وہ چرتی ہے ہر درخت کو اور اس میں شفا ہے ہر بیماری کی۔

ف: ۔ مختلف کتب صحاح میں گائے کے دودھ کی تعریف و توصیف میں یہی الفاظ مروی ہیں۔ ابن سنی اور حاکم ابو نعیم سے بدین معنی روایت لائے ہیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا لازم کرو گائے کا دودھ پینا۔ کیونکہ دودھ دوا ہے اور اس کا گھی شفا ہے۔ اور بچو اس کے گوشت سے۔ کیونکہ اس کا گوشت بیماری ہے۔ غرض گائے کا دودھ جسمانی منافع ہے مالا مال ہے۔ اور انسانی صحت و تندرستی کے لئے نہایت موزوں و مناسب غذا۔

Marfat.com

۴۴۱ ح

ابوحنیفۃ عن عبد اللہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل الشفاء فی الحبۃ السوداء والحجامۃ والعسل وماء السماء ۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے اللہ نے شفا کلونجی میں۔ پچھنوں میں شہد میں۔ اور آسمان کے پانی میں ۔

ف: کلونجی کے بارہ میں حضرت عائشہ رضؓ سے یوں مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ان ھذہ الحبۃ السوداء شفاء من کل داء۔ کہ یہ سیاہ دانہ (کلونجی) ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ پچھنوں کی تعریف کتب صحاح میں بہت آئی ہے۔ اور شہد تو پھر شہد ہی ہے کہ خود رب العزت نے فرمایا فیہ شفاء للناس کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ اور آسمان کا پانی کیا کہنے پاک صاف زمین کی آلائشوں اور گندگیوں سے مبرا۔ منزہ مجسم آبحیات ۔

۴۴۲ ح

ابوحنیفۃ عن عبد الملک عن عمرو الجرشی عن سعید بن زید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من المن الکماۃ وماؤھا شفاء للعین ۔

حضرت سعید بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی (سانپ کی چھتری) من سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے ۔

ف: یہ حدیث بالفاظہ صحیحین اور ترمذی میں بھی مروی ہے۔ اور امام احمد بھی اپنی مسند میں لائے ہیں من سے اس کو بدیں وجہ تشبیہ دی کہ جس طرح بنی اسرائیل کو بغیر کسی محنت و مشقت کد و جد کے دستیاب ہوتی تھی۔ اسی طرح یہ بھی مفت ملتی ہے۔ خود رو چیز ہے۔ جو بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ بارش کے موسم میں بے شمار دستیاب ہوتی ہے۔ بوسیدہ لکڑی اور کوڑے کرکٹ پر اکثر اگ آتی ہے۔ آنکھ کے لئے یہ مفید ہے تنہا بھی اور سرمے یا توتیا کے ساتھ ملا کر بھی۔ لکھا ہے کہ علامہ نووی نے اس کے نفع کا تجربہ کیا ہے اور اس کو مفید پایا ہے ۔

۴۴۳ ح

ابوحنیفۃ عن الھیثم عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قال حین یصبح اعوذ بکلمات اللہ التامۃ ثلث مرات لم یضرہ عقرب حتی یمسی ومن قال حین یمسی لم یضرہ عقرب حتی یصبح ۔

وفی روایۃ من قال اعوذ بکلمات اللہ التامات حین یصبح قبل طلوع الشمس ثلث مرات لم یضرہ عقرب

حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جس نے صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات ادا کئے اعوذ بکلمات اللہ التامۃ (کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے کلمات سے) اس کو شام تک بچھو نہ ڈسے گا۔ اور جس نے شام کے وقت یہ کلمات ادا کئے۔ اس کو صبح تک بچھو گزند نہیں پہنچائے گا۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے۔ کہ جس نے اعوذ بکلمات التامات کے کلمات صبح سویرے سورج نکلنے سے پہلے تین بار ادا کئے

Marfat.com

یومہٖ۔ تو اس کو آج کے دن بچھو گزند نہیں پہنچائے گا۔
واذا قالھا حین یمسی لم یضرہٗ اور جس نے شام ہوتے یہ کلمات ادا کئے۔ تو آج
عقرب لیلتہ ۔ رات بچھو اس کو گزند نہیں پہنچائے گا۔

ف:۔ دیگر کتب صحاح میں بھی یہ حدیث اسی طرح وارد ہے۔ ابن عبدالبر تمہید میں سعید ابن المسیب سے نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ جس نے شام کے وقت یہ پڑھا سلام علی نوح فی العالمین تو اس کو بچھو نے نہیں ڈسا۔

۴۴۴/۹ ابوحنیفۃ عن مسلم عن ابراھیم عن مسروق عن عائشۃ قالت لقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بمریض یدعو لہ یقول اذھب البأس رب الناس اشف انت الشافی لاشفاء الا شفاؤک شفاءً لا یغادر سقماً ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیمار کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو اس کے حق میں یوں دعا فرماتے اذھب البأس۔ رب الناس اشف انت الشافی لاشفاء الا شفاء لا یغادر سقما۔ یعنی اے لوگوں کے پروردگار۔ دور کر بیماری کو اور شفا بخش۔ بے شک تو ہی ہے شفا بخشنے والا۔ تیری ہی شفا دراصل شفا ہے جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی۔

ف:۔ کیا پر اثر اور دل دوز فقرے بھرے الفاظ ہیں اور کیا مبارک کلمات ہیں۔ کہ اگر انسان خلوص نیت سے ادا کرے تو شفا یا بی بیماری سے کچھ دور نہیں۔

۴۴۵/۱۰ ابوحنیفۃ عن عبداللہ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس للمؤمن ان یذل نفسہ قیل یا رسول اللہ و کیف یذل نفسہ قال یتعرض من البلاء ما لا یطیق ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ذلیل کرے اپنے نفس کو۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اپنے نفس کو مومن کس طرح ذلیل کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ یوں کہ خود کو ایسی مصیبت میں ڈالے جس کی برداشت کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔

ف:۔ یعنی اگر انسان خود کو دین کے ایسے مشقت طلب مشکل العمل اعمال و افعال میں لگا دے جن کو وہ ہرگز نہ نباہ سکتا ہو اور پھر آخر اس کو چھوڑتے ہی بنے اور تھک کر پھر ہلکی عبادت کے قابل بھی نہ رہے تو یہ اپنے کو ذلیل و رسوا کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بھی اس کو بری نظر سے دیکھے اور ہر عقلمند اس کو ملامت کا نشانہ بنائے۔ شیخین حضرت عائشہ سے یوں روایت لائے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اپنی طاقت کے دائرہ میں دینی اعمال اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں

اکتا تا ہے جب تک کہ تم نہ اکتا جاؤ۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ؐ نے وصال سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ تم مجھ جیسے نہیں ہو۔ میں اس طرح شب گذارتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی۔ اس لئے تم ایسے عمل اختیار کرو جن کو تم نبھا سکو۔ حدیث میں یوں بھی آیا ہے کہ اللہ کو سب سے زائد وہ نیک عمل پسند ہے جو زیادہ دیرپا ہو۔ اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔ اور یہ واقعہ ہے کہ اگر انسان ابھی سے اپنے کو ناقابل برداشت عبادت میں لگادے تو اکثر و بیشتر سخت بیمار پڑ جاتا ہے۔ جس سے جان ہی کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اور حسب معمول عبادت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اسی لئے شریعت میں اس کی ممانعت وارد ہے کہ ایسا عمل جسمانی آزار کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ اور یہیں سے اس کی وجہ بھی کھلتی ہے۔ کہ امراض و اسقام کے باب میں اس حدیث کو کس ربط و تعلق سے لایا گیا۔

ابو حنیفة عن جابر بن عبد الله قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ما رزقت ولدا قط ولا ولد لی قال النبی صلی الله علیه وسلم فاین انت من کثرة الاستغفار وکثرة الصدقة ترزق بهما فکان الرجل یکثر الصدقة ویکثر الاستغفار قال جابر فولد له تسعة ذکور۔

۴۴۶/۱۱

حضرت جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ مجھے کبھی اولاد نصیب نہیں ہوئی۔ اور نہیں پیدا ہوئی۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ زیادہ استغفار نہیں کرتا اور زیادہ خیرات نہیں کرتا۔ کہ انکی برکت سے تجھے اولاد نصیب ہو۔ تو پھر وہ شخص زیادہ خیرات بھی کرنے لگا اور زیادہ استغفار بھی۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر اس کے نو لڑکے پیدا ہوئے۔

فائدہ:- اس حکم میں دراصل اس آیت سے لطیف استنباط کیا گیا ہے۔ نوح علیہ السلام کا قصہ بیان ہو رہا ہے وہ اپنی امت سے خطاب کر کے کہتے ہیں استغفروا ربکم انه کان غفارا۔ یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین۔ بخشش مانگو اپنے پروردگار سے کیونکہ وہ بخشنے والا ہے۔ بھیجے گا مینہ کو آسمان سے تمہارے لئے بہت برسنے والا اور مدد دے گا تم کو مالوں اور بیٹوں کے ساتھ۔ یہ تو استغفار کی کرشمہ سازی ہے۔ اور صدقہ کے بارے میں دوسری جگہ یوں آیا ہے کہ الصدقة تطفئ غضب الرب کہ صدقہ و خیرات اللہ کے غیظ و غضب کو بجھاتی ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کا غصہ بجھ جائے گا اور وہ بندہ پر رحمت و شفقت کی نظر ڈالے گا تو اس کو دنیا کی ہر نعمت سے مالا مال کر دے گا۔ اس حدیث کا ربط باب سے اسی جہت سے ہے۔ کہ اولاد کا پیدا نہ ہونا اور انسان کا بے اولاد ہونا آدمی کے لئے ایک بیماری ہے۔ بلکہ سب سے بڑی کلفت بیماری۔ اور اس بیماری کی شفایابی اسی میں ہے کہ انسان بارگاہ الٰہی میں اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہو اور بندگان خدا پر خدا کی دی ہوئی دولت کو لٹائے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اپنی نعمتوں کے دروازے اس پر کھول دے۔

ابو حنیفة عن اسمعیل عن ابی صالح

۴۴۷/۱۲

حضرت ام ہانی رض فرماتی ہیں۔ کہ فرمایا رسول

Marfat.com

عن ام هانئ قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم ان الله يغفر له فهو مغفور له ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردے گا تو (سمجھو کہ) وہ بخشا بخشایا ہے ۔

ف:۔ اس مضمون کی مفصل حدیث صحیحین میں مروی ہے۔ طبرانی صغیر میں حضرت ابی مسعود رض سے مرفوع حدیث بدیں الفاظ لائے ہیں من اذنب ذنبا فعلم ان الله قد اطلع عليه غفر له وان لم يستغفر کہ جس شخص نے کوئی گناہ کیا۔ اور پھر یہ جان لیا کہ اللہ اس پر مطلع ہوگیا تو اس کا گناہ بخش دیا گیا۔ اگرچہ وہ بخشش نہ مانگے۔ سچ ہے اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کی معافی کے لئے بہانہ ٹٹولتا ہے۔ اور بندہ کے ذرا سے جھجک جانے کو اس کے گناہوں کی بخشش کے لئے آڑ پکڑ لیتا ہے۔ حقیقت میں وہ بہت بڑا غفور رحیم ہے ۔

۴۴۸ ح ۱۲

ابوحنيفة عن حماد عن ابى وائل عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله هو السلام ومنه السلام

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ اللہ تعالیٰ سلام ہے۔ اور اسی سے ہے سلام ۔

ف:۔ اللہ تعالیٰ کے سلام ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ہر تغیر و تبدیلی ذاتی و صفاتی نقص و عیب سے پاک و بری ہے اور سالم و محفوظ ہے۔ اور اس کے سلام ہونے کا یہ مطلب کہ آفات و بلیات سے حفاظت و سلامتی صرف اسی سے طلب کی جاتی ہے اور کسی سے نہیں۔ چنانچہ بیماری سے شفایابی بھی اسی سے مانگی جاتی ہے۔ اور اسی جہت سے یہ حدیث باب سے مربوط ہے ۔

کتاب الادب!

کتاب ادب کے بیان میں!

باب الادب! ۲۱۸

باب ادب کے بیان میں!

۴۴۹ ح ۱

ابوحنيفة عن محمد بن المنكدر عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انت ومالك لابيك ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے ۔

ف:۔ اس کا پورا قصہ ابوداؤد۔ ابن ماجہ وغیرہ میں یوں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میرے پاس مال ہے اور میرا ایک باپ بھی ہے جو مال کا حاجتمند ہے تو آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ اور البتہ تمہاری اولادیں تمہاری پاک کمائی ہے لہٰذا تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ پیو۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ معرض ظہور میں آیا کہ اگر باپ اپنے نفس کی

Marfat.com

حفاظت میں اپنے بیٹے کا مال اس کی غیر موجودگی میں بغیر اس کی رضامندی کے لے کر صرف کرلے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

۴۸۰ ح ۲

ابوحنیفۃ عن عطاء عن ابیہ عن ابن عمر و قال اتی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم رجلٌ یرید الجہاد فقال اَحَیٌّ والداک قال نعم قال ففیہما فجاہد ۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارادہ جہاد آیا۔ اس سے آپ جناب نے پوچھا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو ان میں جہاد کر (یعنی انہیں کی خدمت وغور پرداخت میں جد وجہد کر یہی تیرے لئے جہاد ہے) ۔

ف: اس حدیث سے والدین کی انتہائی عظمت وحرمت کا ثبوت ملتا ہے کہ ان کی خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی جہاد کا بدل ہے۔ بلکہ اس سے بھی افضل۔ چنانچہ جمہور علماء کا اس پر فیصلہ ہے کہ اگر والدین مسلمان ہوں اور وہ جہاد سے روکیں تو جہاد میں شرکت حرام ہے۔ اور یہ اس وجہ پر مبنی ہے کہ ان کے ساتھ برّ فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ۔ اور واضح مذہب یہ ہے کہ دادا دادی بھی ماں باپ کے حکم میں ہیں ۔

۴۵۱ ح ۲

ابوحنیفۃ عن زیاد یرفعہ الی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم انّہ اَمَرَ بالنصح لِکلّ مُسلِمٍ ۔

زیاد سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا خیر خواہی کرنے کا۔ ہر مسلمان کے حق میں ۔

ف: نصح کے معنی خلوص کے ہیں اور یہاں مراد بھلائی کرنا ہے اور دوسرے کے ساتھ خیر رسانی سے پیش آنا۔ گویا بھی نیت پر خلوص جذبہ۔ بے لوث محبت اور محض عام خیر سگالی کے ارادہ سے ہر مسلمان کی طرف بھلائی اور نفع رسانی کا ہاتھ بڑھانا۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو پورا دین اسی معنی میں منحصر ہے۔ چنانچہ مسلم میں مرفوع روایت ہے کہ دین پورا کا پورا نصیحت ہے۔ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا کس کے لئے۔ ارشاد فرمایا اللہ کے لئے اس کی کتاب کے لئے اس کے رسول کے لئے۔ اور مسلمین کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے ۔

۴۵۲ ح ۴

حماد عن ابیہ عن عطاء بن السائب عن ابی مسلم الاغر صاحب ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ تعالیٰ الکبریاءُ ردائی والعظمۃ ازاری فمَن نازعنی واحدا منہما القیتہ فی جہنم

حضرت ابی ہریرہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند پس جو مجھ سے ان میں سے کسی میں بھی جھگڑے گا۔ اس کو میں دوزخ میں ڈالوں گا ۔

ف: چادر تہ بند ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ ہر دو صفتیں صرف اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کوئی دوسرا اس میں اس کے ساتھ شریک نہیں۔ کبریائی کا تعلق اس کی ذات سے اور عظمت کا

صفات سے۔

۴۵۳ ح

حماد عن ابیه عن ابراهیم عن محمد بن المنکدر انه بلغه ان المتکبر رأسه بین رجلیه حیث کان یرتفع برأسه فی تابوت من نار مقفل علیه ولا یخرج ابداً من النار۔

محمد بن المنکدر کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی۔ کہ متکبر چونکہ اپنے سر سے تکبر کا اظہار کیا کرتا تھا۔ اس لئے اس کا سر (بروز قیامت) اس کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہوگا۔ آگ کے ایک تابوت میں مقفل بند پڑا ہوگا۔ اور ہمیشہ آگ سے نہ نکل سکے گا۔

ف: سر سے وہ چونکہ تکبر کا اظہار کیا کرتا تھا۔ اس لئے اس کی سزا یہ دی گئی۔ کہ اس کو اس کے پیروں میں ڈال دیا گیا۔ اور یوں اس کی رفعت و بلندی کو خاک میں ملایا گیا۔ تابوت میں ایسا بند کیا جائے گا کہ وہ مخلوق کو دیکھنے کے لئے ترس جائے گا۔ اور پھر یہ مصیبت اس پر ہمیشہ مسلط ہوگی۔ اس سے اس کو چھٹکارا نصیب نہیں ہوگا۔ تکبر کی برائی و عظمت سے احادیث صحیحہ پر ہیں اور اس پر سخت سخت وعیدیں وارد ہیں۔ اور کیوں نہ ہو تکبر اللہ ہی کو زیبا ہے۔ بندہ کے لئے عاجزی و فروتنی سزاوار ہے۔ ابن عساکر ابن مسعود سے مرفوع حدیث لائے ہیں۔ کہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ بچو تکبر سے کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے پر آمادہ کیا۔ اور بچو حرص سے کیونکہ آدم علیہ السلام کو گیہوں کا درخت کھانے پر حرص ہی نے لکسایا۔ اور بچو حسد سے کیونکہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں ایک کو دوسرے کے قتل پر حسد ہی نے بھڑکایا۔ تو گویا یہ ہر سہ معائب ہر برائی کی جڑ ہیں۔

ترمذی حضرت عبداللہ سے روایت لائے ہیں کہ بروز قیامت جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اور جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہیں رہ سکے گا۔ اور یوں بھی آیا ہے کہ دوزخ سخت مزاج تند خو۔ متکبرین سے بھری ہوگی۔ اور جنت ضعیف کمزور اور مغلوب لوگوں سے آباد ہوگی۔ ترمذی میں حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ہمیشہ اپنے آپ کو بزرگ و برتر سمجھتا ہے اور لوگوں سے دور رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام متکبروں اور سرکشوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور پھر دنیا و آخرت میں جو مصیبت سرکشوں پر پڑتی ہے وہ ہی اس پر گرتی ہے۔

باب الرفق والخلق! ۲۱۹

باب نرمی اور خوش اخلاقی کے بیان میں!

۴۵۴ ح

ابوحنیفة عن زیاد عن أسامة بن شریك قال شهدت رسول الله صلی الله علیه وسلم والاعراب یسألونه قالوا یا رسول الله ما خیر ما اعطی

حضرت اسامہ بن شریک رضؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دیہاتی لوگ آپ سے کچھ پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کیا

Marfat.com

المسند۔ جو کچھ دیا گیا ہے اس میں سب سے بہتر چیز کیا ہے۔

قال خلق حسن ۔ آپؐ نے فرمایا پاکیزہ خصلت ۔

ف:۔ عادت و خصلت کی پاکیزگی و عمدگی دین میں بڑی کا مرتبہ رکھتی ہے۔ بہت سی احادیث صحیحہ اس کی تعریف و توصیف میں وارد ہیں۔ چنانچہ حدیث ذیل سے بھی اس کا انکشاف ہوا کہ انسان کو قدرت کی طرف سے جو کچھ بہتر صفات و حسنات عطا ہوتے ہیں۔ ان میں حسن خلق کو سب پر برتری و فضیلت حاصل ہے۔ مسلم اور ترمذی اور بخاری ادب المفرد میں نواس بن سمعان سے مرفوع روایت لائے ہیں کہ نیکی حسن خلق کا نام ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تو اس کو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ ترمذی حضرت ابی الدرداء سے مرفوع روایت لائے ہیں۔ کہ بروز قیامت مومن کی ترازو میں سب سے بھاری چیز جو رکھی جائے گی۔ وہ حسن خلق ہے۔ اور خدا تعالیٰ فحش بکنے والے بیہودہ گو کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔ ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضؓ سے مرفوعاً یوں مروی ہے کہ مومن اپنی حسن اخلاقی کی بدولت شب بیدار اور ہمیشہ روزہ دار کا سا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ غرض اسی قسم کے مضمون کی بہت سی احادیث کتب صحاح میں مروی ہیں۔ جن سے حسن خلق کی بہت وقعت و منزلت دل میں قائم ہو جاتی ہے۔

۵۵

ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان الرفق وحسن الخلق یری لما رئی من خلق اللہ تعالیٰ خلق احسن منہ ولو ان الخرق یری لما رئی من خلق اللہ تعالیٰ اقبح منہ ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نرمی و خوش خلقی جسمانی قالب میں دکھائی دیتی۔ تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں اس سے حسین تر کوئی شے نہ دکھتی اور اگر بد خلقی مجسم شکل میں نمودار ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں اس سے بدشکل چیز کوئی نہ دکھتی ۔

ف:۔ خوائلی مکارم اخلاق کے ذیل میں اس کو ان الفاظ سے لائے ہیں کہ حسن خلق ایک چلتے پھرتے انسان کی شکل میں نمودار ہوتا تو نہایت نیک بخت انسان ہوتا۔ اور اگر بد خلقی انسانی قالب میں دکھائی دیتی تو بہت برا آدمی ہوتی۔ طبرانی اوسط میں ابن مسعود رضؓ سے مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں کہ نرمی برکت ہے اور درشتی نحوست۔ بخاری عبداللہ بن عمر رضؓ سے مرفوع روایت لائے ہیں کہ تم میں مجھ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ حسن الخلق ہو۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو جنت میں زیادہ تر کونسی چیز داخل کرے گی۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرنا اور حسن خلق ۔

ابوحنیفۃ عن ابراھیم عن انسؓ قال ما اخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گھٹنے آگے نہ کر کے آپ ہم جلیس

Marfat.com

رکبتیه بین یدی جلیس له قط بل یفعل مساویًا لهم ولا تناول احدٌ یده فیترکها قط حتی یکون هو یدعها وما جلس الی رسول الله صلی الله علیه وسلم احد قط فقام حتی یقوم قبله۔

وما وجدت شیئا قط اطیب من ریح رسول الله صلی الله علیه وسلم ۔

وفی روایة قال ما قام الی رسول الله صلی الله علیه وسلم رجلٌ فی حاجة فانصرف عنه قبله حتی یکون هو المنصرف ۔

وفی روایة کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صافح احدًا لا یترك یده الا ان یکون هو الذی یترك ۔

آگے بڑھ کر نہیں بیٹھتے بلکہ برابر میں بیٹھتے۔ اور نہیں پکڑا کسی نے کبھی آپ کا ہاتھ کہ آپ نے چھڑا لیا ہو اس کو (اس کے ہاتھ میں سے) جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا۔ اور کوئی کبھی نہیں بیٹھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ آپ کھڑے ہو گئے ہوں جب تک وہ آپ سے پہلے کھڑا نہ ہو جاتا۔ (حضرت انس رضؓ کہتے ہیں)۔ اور میں نے نہیں پایا کسی چیز کو زیادہ خوشبو دار آپ کے جسم کی ذاتی خوشبو سے ۔

اور ایک روایت میں یوں ہے۔ کہ حضرت انس رضؓ نے کہا کہ نہیں کھڑا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص کسی ضرورت سے کہ آپ اس سے پہلے منہ پھیر کر ہٹ گئے ہوں جب تک کہ وہ شخص خود منہ پھیر کر علیحدہ نہ ہو جاتا۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے مگر کہ وہ خود آپ کا ہاتھ چھوڑ دیتا ۔

ف :۔ یہ آنحضرت کے اخلاق کریمانہ کی بہت بلند مثال ہے کہ آپ کسی کا دل نہیں دکھانا چاہتے تھے کہ اس مروت و رواداری میں ذات اقدس کو در پردہ کوفت ہی ہوتی۔ مگر کسی کا دل میلا کرنا کسی صورت سے آنجناب کو گوارا نہ تھا۔ بعض اشخاص ایسے لیچڑ ہوتے ہیں کہ اگر بیٹھ گئے تو جم ہی گئے۔ اب خدا ہی اٹھائے تو اٹھیں۔ اگر مصافحہ میں ہاتھ ملا لیا تو بس ہاتھ پکڑے ہی کھڑے ہیں۔ یا اگر ملاقات کے لئے کھڑے ہو گئے تو اب لوہے کی لاٹھ کی طرح گڑ گئے۔ کہ خدا ہی ہلائے تو ہلیں تو ایسے ناسمجھوں کی بیہودگی کو مروت و اخلاق سے برداشت فرماتے۔ اور یہ ثابت نہ ہونے دیتے کہ آپ ساتھی سے اکتا چکے ہیں۔ اور اب اس سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ پھر حدیث میں اس امر کا بھی تین ثبوت ملتا ہے کہ گو رب العزت نے آنجناب کو ساری مخلوقات پر عزت و شرف بزرگی و برتری عظمت و بڑائی بخشی تھی۔ مگر پھر بھی مجلس میں نشست و برخاست میں امتیاز و خصوصیت پسند نہ تھی۔ آج اگر کسی کو کسی امر میں ذرا سا بھی امتیاز نصیب ہوتا ہے تو وہ لوگوں کے سر دل پر بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کی ہر حرکت و سکنت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ سب سے افضل ہے اور سب اس سے کمتر اور گھٹیا ہیں۔ حالانکہ یہ رویہ سراسر

Marfat.com

نبوی کے سراسر خلاف ہے ؛

۴۵۷ ابوحنیفة عن عبد الله عن ابن عمر ان رجلا نادی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی منزله فقال لبیك قد اجبتك فخرج الیه ؛

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ کو پکارا جبکہ آپ کا شانہ نبوت میں تھے۔ آپ نے فرمایا لبیك حاضر ہوتا ہوں، پھر نکل کر اس کے پاس آئے ؛

ف: اللہ اکبر! یہ تواضع وانکساری یہ کسر نفس اور فروتنی کہ کیا خاکساری کے بھیجے میں فوراً اندر سے جواب ملتا ہے اور پھر مقبل ہی باتشریف لاکر ملاقات فرماتے ہیں۔ آج ہم میں سے زیادہ سے جس کی ملاقات کو لوگ ترسیں جس کے دیدار کا لوگ اشتیاق رکھیں جس سے ملنے کے لئے دربانوں خادموں ہم جلیسوں کو واسطہ ڈالنا پڑے اور پھر بھی بروقت ملاقات نصیب نہ ہو۔ بلکہ پہلے سے ملاقات کا وقت لینا پڑے۔ افسوس ہم ان زریں اخلاقی معاشرتی برتاؤ۔ ورسم ورواج کو کیسا فراموش کر گئے کہ ہماری پوری زندگی کا بالکل رخ پلٹ گیا۔ خدا تعالےٰ ہمارے حالات پر رحم فرمائے ؛

۴۵۸ ابوحنیفة عن محمد بن المنکدر عن امیمة بنت رقیقة قالت اتیت النبی صلی الله علیه وسلم لابایعه فقال انی لست اصافح النساء ؛

حضرت امیمہ بنت رقیقہ کہتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں ملاتا ہوں ؛

ف: صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے مرفوع روایت ہے کہ آنحضرت عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتے۔ ابونعیم معرفت میں بہلہ بنت عبداللہ لیکریہ سے روایت لائے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ میں وفد کی شکل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو آپ نے مردوں سے بیعت لی اور ان سے مصافحہ کیا اور عورتوں سے بھی بیعت لی مگر ان سے مصافحہ نہیں کیا۔ اور مصافحہ کبھی کیا بھی تو کپڑے کی آڑ سے۔ چنانچہ طبرانی حضرت معقل بن یسارؓ سے مرفوع حدیث لائے ہیں کہ آپ نے بیعت رضوان میں عورتوں سے مصافحہ کیا کپڑے کی آڑ میں گویا ہاتھ کو ہاتھ سے نہ چھوا۔ اللہ اکبر یہ عفت وپاکدامنی شرم وحیا کی کس قدر بلند مثال ہے اور امت کے لئے کیا زریں درس ہے۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ ہم نے اس کو بھی بھلا دیا۔ سنا ہے کہ بعض لوگ تقدس کے جامہ میں نمودار ہو کر اور دینی پیشوا ومقتدا ہو کر مردوں عورتوں کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھتے ہیں۔ اور عورتوں سے تخلیے کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت کا یہ عمل اور ہماری یہ رفتار آنجناب کی یہ احتیاط اور ہماری یہ بے باکی حقیقت میں اسلام کی عزت وناموس کو تباہ کرتا ہے اور اسلام کے نام پر بٹہ لگاتا ہے ؛

۴۵۹ ابوحنیفة عن علقمة عن ابن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یقبل عذر مسلم یعتذ

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے قبول کیا عذر کسی مسلمان کا جو اس کے سامنے عذر پیش کرتا ہے

Marfat.com

الیہ فوزرہٗ کوزر صاحب مکس فقیل یارسول اللہ وما صاحب مکس قال عشار +

تو اس کا گناہ صاحب مکس کے گناہ کے برابر ہے آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ صاحب مکس کون ہے آپ نے فرمایا عشار (یعنی عشر لینے میں ظلم وتشدد اور بے جا زیادتی برتنے والا) +

ف: اس حدیث سے اس امر کا انکشاف ہوا کہ اگر کسی معاملہ میں کوئی مسلمان اپنی کوتاہی کا عذر پیش کرے تو اس عذر کو مان لینا چاہیئے اس کو رد کرنا اور عذر خواہ کو جھٹلانا اللہ کے نزدیک سخت گناہ ہے۔ یہاں تک کہ اس کو گناہ میں ظالم سخت گیر عشر کے محصل کے برابر ٹھیرایا گیا۔ جو اپنی جگہ بہت بڑا قصور وار اور مجرم ہے کہ حکومت کی آڑ میں غریب رعایا پر ظلم کے پہاڑ توڑتا ہے۔ ان سے رشوتیں لیتا ہے اور طرح طرح سے ان کو تنگ کرتا ہے +

۴۶۰ ح

ابوحنیفۃ عن نافع عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اعتذر الیہ اخوہ المسلم فلم یقبل عذرہ فوزرہ کوزر صاحب مکس یعنی عشارًا +

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسلمان کے سامنے اس کے مسلمان بھائی نے (کسی اذیت دہ قول وفعل کی بنا پر) عذر پیش کیا۔ مگر اس نے اس کا عذر نہ مانا۔ تو اس کا گناہ صاحب مکس یعنی عشار کے گناہ کے برابر ہے +

ف: یہ حدیث پیشتر حدیث کی تائید کرتی ہے +

۴۶۱ ح ۸

ابوحنیفۃ عن ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اتی احدکم بطیب فلیصب منہ +

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دی جائے تم کو خوشبو تو اس کو ضرور لے لو +

ف: یعنی خوشبو کو رد کرنا اچھا نہیں۔ ترمذی اپنی جامع اور شمائل میں ثمامہ بن عبداللہ سے روایت لائے ہیں کہ حضرت انس خوشبو کو رد نہیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوشبو کو نہیں پھیرا کرتے تھے +

باب ۲۲۰ النہی عن النظر فی النجوم !

باب اس بیان میں کہ علم نجوم میں نظر کرنا منع ہے !

۴۶۲ ح ۱

ابوحنیفۃ عن عطاء عن ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النظر فی النجوم +

حضرت ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم نجوم میں نظر کرنے سے +

ف: یعنی علم نجوم میں زیادہ غور وخوض اور اس کی باریکیوں میں الجھنا شرعًا مذموم ہے۔ دیلمی حضرت ابی ہریرہ سے یوں روایت لائے ہیں کہ علم نجوم کو دیکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ سورج کی ٹکیہ کو دیکھنے والا کہ

Marfat.com

اس کو جس قدر دیکھے اسی قدر نظر کمزور ہوتی ہے۔ دارقطنی ابن عمرؓ سے یوں مرفوع روایت لائے ہیں۔ کہ سیکھو علم نجوم کو جہاں تک تم کو خشکی و تری کی اندھیریوں میں اس سے ہدایت مل سکے۔ پھر اس سے باز رہو۔ یعنی ایک حد تک دنیوی کاروبار میں اس سے مدد لے سکتے ہیں۔ اس میں بالکل کھو جانا روا نہیں۔ مسلم ابوداؤد میں یوں ہے کہ جس نے علم نجوم سیکھا اس نے گویا جادو سیکھا ۔

۴۶۳/۲

ابوحنیفة عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لرجل یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یدخل الحمام الا بمیزر ولم یستتر عورتہ من الناس کان فی لعنۃ اللہ والملائکۃ والخلق اجمعین ۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے اللہ اور دن قیامت پر ایمان لانے والے کے لئے کہ حمام میں داخل ہو بغیر تہبند کے اور جس نے اپنے ستر (ناف سے گھٹنے تک کے حصہ کو) کو نہ چھپایا اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور ساری مخلوقات کی طرف سے لعنت و پھٹکار ہے ۔

ف: یعنی اپنے ستر کو لوگوں کو بے باکی سے دکھانا اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض کرتا ہے۔ تو پھر فرشتوں اور اللہ کی مخلوق کی پھٹکار کیوں نہ ہو ۔

۴۶۴/۳

ابوحنیفة عن نافع عن ابن عمرؓ قال کان احب الاسماء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ وعبد الرحمٰن ۔

حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زائد محبوب نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن تھے ۔

ف: یہ ہر دو نام آنجناب کو اس لئے محبوب و پسند تھے کہ ان ناموں کے ہر دو جز اچھے اور پسندیدہ معنی دیتے ہیں۔ کیونکہ بندہ کے لئے عبدیت نہایت موزوں ہے اور زیبا اور اللہ کی ذات کا نام تو ہے ہی بابرکت و باحرمت پھر اس سے بڑھ کر کیا بات ہے کہ بندہ کی نسبت اپنے خالق و معبود کی طرف ہو۔ اسی طرح عبد الرحمٰن میں عبد کی نسبت رحمٰن کی طرف ہوئی اور چونکہ رحم و کرم کی نسبت اللہ کو بہت محبوب ہے۔ اس لئے یہ ترکیب بھی باعظمت ہے۔ اسی وجہ سے اس سے ملتے جلتے نام سب شرعاً پسندیدہ ہیں مثلاً عبد الرحیم، عبد القادر وغیرہ۔ بہت سے لوگ اپنی اولاد کے نام بے سوچے سمجھے الٹے سیدھے رکھ دیتے ہیں۔ بعض تو مہمل ہی ہوتے ہیں اور بعض برے معنی پیدا کرتے ہیں۔ آنحضرت ناموں کی اچھائی برائی کا بہت لحاظ رکھا کرتے تھے۔ برے نام سنتے تو ان کو بدل ڈالتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے ایک بچی کا نام عاصیہ سنا گویا گنہگار و نافرمان تو آپ نے اس کا نام جمیلہ سے بدل دیا۔ اسی طرح موطا امام مالک میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا دودھ کون دوہے گا۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا میں۔ آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا مرّہ (یعنی کڑوا) آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ پھر فرمایا کہ اس کا دودھ کون دوہے گا ایک دوسرا آدمی اٹھا اور کہا میں۔ آپ نے اس سے بھی دریافت کیا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا حرب (یعنی لڑائی) آپ نے اس سے بھی فرمایا بیٹھ جا۔ پھر فرمایا اس کا دودھ کون دوہے گا ایک تیسرا آدمی اٹھا اور کہا میں آپ نے اس سے

Marfat.com

بھی پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا یعیش گویا عیش سے ہے آپ نے اس کو فرمایا کہ اچھا تو دوہ ۔

۴۶۵ ابو حنیفۃ عن نافع عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البر لا یبلی والاثم لا ینسی ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیکی و بھلائی ضائع نہیں جاتی۔ اور گناہ بھلایا نہیں جاتا ۔

ف:۔ آنحضرت کا منشا کلام یہ ہے کہ نیکی و بھلائی اچھائی اور خوبی دنیا و آخرت میں اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی اور کبھی ضائع نہیں جاتی۔ بلکہ اچھے خوشگوار و خوش کن نتائج پیدا کرتی ہے اور مستقبل کو خوشتر بناتی ہے۔ اسی طرح بدی و برائی دنیا و آخرت میں وبال و مصیبت عذاب و تباہی کا سبب بنتی ہے۔ برے نتائج سامنے لاتی ہے اور گنہگار کو برائی کی سزا و پاداش دیئے بغیر نہیں چھوڑتی ۔

۴۶۶ ابو حنیفۃ عن سماک عن جابر بن سمرۃ قال کنا اذا اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل بنا حیث انتہی المجلس ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضؓ کہتے ہیں کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جس کے کنارے پر بیٹھتے ۔

ف:۔ شمائل ترمذی میں یہ مروی ہے کہ آنحضرت جب کسی قوم کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف فرما ہوتے اور اسی عمل کا حکم بھی دیتے۔ طبرانی و بیہقی حضرت شیبہ بن عثمان سے مرفوع روایت لائے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں شرکت کرے اور اس کو کوئی جگہ خالی ملے تو وہاں بیٹھ جائے ورنہ پھر جہاں بھی جگہ پائے بیٹھے ۔

۴۶۷ ابو حنیفۃ عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس ۔

حضرت ابی سعید خدری رضؓ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا ۔

ف:۔ ملا علی قاری اس کی وجہ بیان کرتے ہیں یوں رقمطراز ہیں کہ ظاہر ہے جس نے بندہ کا تھوڑا سا احسان نہ مانا اور اس کا شکریہ ادا نہ کیا۔ وہ کس طرح اللہ کے زبردست احسانات کا شکر ادا کرے گا۔ یا کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ بندوں کے احسانات بھی چونکہ دراصل اللہ ہی کے احسانات ہیں۔ اس لئے جس نے بندوں کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس نے گویا اللہ کا شکر ادا نہیں کیا ۔

۴۶۸ ابو حنیفۃ عن عطاء عن محارب بن دثار عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک والظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامۃ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچ تو ظلم سے کیونکہ بروز قیامت ظلم ظلمات (اندھیریوں) کی شکل میں ہوگا ۔

ف:۔ یعنی جو دنیا میں ظلم و تعدی کرے گا اور کسی پر مظالم ڈھائے گا۔ اس کو آخرت میں طرح طرح کی اندھیریوں میں رکھ کر مبتلائے عذاب کیا جائے گا۔ اور یوں اس سے پورا پورا بدلہ لیا جائے گا ۔

Marfat.com

ابوحنيفة عن عاصم عن ابي بردة ان النبي صلى الله عليه وسلم زار قوما من الانصار في ديارهم فذبحوا له شاة وصنعوا له منها طعاما فاخذ من اللحم شيئا فلاكه فمضغه ساعة لا يسيغه فقال ما شان هذا اللحم۔

فقالوا شاة لفلان ذبحناها حتى يجئ فنرضيه من ثمنها۔

قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطعموها الاسراء ۔

حضرت ابی بردہ رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی کسی جماعت سے ان کے گھروں میں ملاقات کی انہوں نے آپ کی ضیافت میں ایک بکری ذبح کی اور اس سے کھانا پکایا تو آپ نے کھانا تناول فرماتے وقت گوشت کی بوٹی منہ میں لے کر توڑی اور تھوڑی دیر چبائی مگر نگلنا چاہا تو نگل نہ سکے اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ گوشت کس طرح کا ہے (کیسے حاصل کیا گیا ہے) لوگوں نے کہا یہ فلاں شخص کی بکری تھی اس کی اجازت لئے بغیر ہم نے اس کو ذبح کیا (اس امید پر) کہ وہ آجائے تو اس کی قیمت اس کو دے کر اس کو راضی کر لیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو ۔

وفي رواية عن عاصم ابن كليب عن ابيه ان رجلا من اصحاب محمد صنع طعاما فدعاه فقام اليه النبي صلى الله عليه وسلم وقمنا معه فلما وضع الطعام تناول النبي صلى الله عليه وسلم بضعة من ذلك اللحم فلاكها في فيه طويلا فجعل لا يستطيع ان يأكلها فالقاه من فيه وامسك عن الطعام فقال اخبرني عن لحمك هذا من اين هو قال يا رسول الله شاة كانت لصاحب لنا فلم يكن عندنا فنشتريها منه وعجلنا بها وذبحناها ووضعناها لك حتى يجئ فنعطي ثمنها فامر النبي صلى الله عليه وسلم برفع هذا الطعام وامر ان يطعمه الاسراء

قال عبد الواحد قلت لابي حنيفة من

اور ایک روایت میں کلیب سے یوں مروی ہے کہ اصحاب محمد میں سے ایک شخص نے کھانا پکایا اور آپ کو بلایا۔ آپ بھی تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ ہم بھی۔ جب کھانا رکھا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھا اور اس کو دیر تک چبایا لیکن اس کو نگل نہ سکے تو آپ نے اس کو منہ سے نکال کر پھینک دیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مجھ کو اس گوشت کے بارہ میں خبر دو کہ یہ کہاں سے ہے۔ صاحب کھانا نے جواب دیا یا رسول اللہ یہ ہمارے ایک ساتھی کی بکری تھی وہ تو تھا نہیں کہ اس سے خرید لیتے لہذا ہم نے جلدی کی اور بکری کو ذبح کر ڈالا۔ اور اس کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا محض اس امید پر کہ وہ آئے گا تو اس کو اس بکری کی قیمت ادا کر دیں گے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کے اٹھا لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کو قیدیوں کو کھلا دو۔ عبد الواحد کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ آپ نے

Marfat.com

این اخذت هذا الرجل یعمل فی مال الرجل بغیر اذنه یتصدق بالربح قال اخذته من حدایث عاصم ؛

مسئلہ کہاں سے نکالا کہ اگر کوئی کسی کے مال میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کرے تو وہ اس کے نفع کو صدقہ کر دے۔ انہوں نے کہا کہ عاصم رح کی حدیث سے ؛

ف:۔ اس حدیث سے اس مسئلہ پر روشنی پڑی کہ ایک شخص جب دوسرے شخص کی بکری کو بلا اجازت ذبح کرے تو وہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اس پر اس کا صدقہ واجب ہوگا۔ اور تاوقتیکہ وہ اس کی قیمت دانہ کر دے۔ اس بکری سے نفع اندوزی کا حق نہیں رکھتا۔ اور یہ کہ ایسی صورت میں بکری اپنے مالک کی ملک سے نکل جاتی ہے اگر اس کی ملک سے نہ نکلتی تو آنحضرت اس کو صدقہ کرنے کا حکم نہ دیتے بلکہ مالک کو واپس کرا دیتے یا اس کو اس کے ہاتھ فروخت کرا دیتے۔ یا اس کو اس کے ہاتھ فروخت کر دیتے۔ اور اس کی قیمت مالک کے لئے محفوظ رکھنے کا حکم دیتے۔ کیونکہ امام کو ضرورت کے وقت کسی انسان کی چیز کے فروخت کرنے کا حق حاصل ہے ؛

۴۷۰ ح ۹

ابوحنیفة عن علقمة عن ابن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الدال علی الخیر کفاعله ؛

حضرت بریدہ رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بھلے کام کا بتانے والا (ثواب میں) اس کے کرنے والے کے برابر ہے ؛

ف:۔ اور دارقطنی وغیرہ میں حضرت ابن عباس رض سے مرفوع روایت ہے کل معروف صدقة والدال علی الخیر کفاعله والله یحب اغاثة اللهفان۔ کہ ہر بھلائی صدقہ ہے۔ اور بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ ہر مصیبت زدہ کی مدد کرنے کو پسند فرماتا ہے ؛

۴۷۱ ح ۱۰

ابوحنیفة عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الدال علی الخیر کفاعله ؛

حضرت انس کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھلائی کی طرف راہ نمائی کرنے والا اس پر عمل کرنے والے کے برابر ہے ؛

ف:۔ یہ سابق حدیث کا اعادہ ہے ؛

۴۷۲ ح ۱۱

ابوحنیفة عن علقمة عن ابن بریدة عن ابیه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال جاءه رجل فاستحمله فقال ما عندی ما احملك علیه ولکن سادلك علی من یحملك انطلق الی مقبرة بنی فلان فان فیها شابا من الانصار

حضرت بریدہ رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر آپ سے سواری طلب کی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں کہ میں تجھ کو دوں البتہ میں تجھ کو وہ شخص بتلاتا ہوں جو تجھ کو سواری دے گا۔ بنی فلان کے قبرستان میں جا اس میں ایک انصاری جوان ہے جو اپنے ساتھیوں

يترامى مع اصحاب لهٗ ومعه بعير له فاستحمله فانه سيحملك فانطلق الرجل فاذا به يترامى مع اصحاب له فقصّ عليه الرجل قول النبي صلى الله عليه وسلم فاستحلفه بالله لقد قال هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فحلف له مرّتين او ثلثًا ثم حمله فمرّ به على النبي صلى الله عليه وسلم۔

فقال فاخبره الخبر۔

فقال النبي صلى الله عليه وسلم انطلق فانّ الدّال على الخير كفاعله۔

وفي رواية انّ رجلًا جاءه يستحمله فقال والله ما عندي من شئ احملك عليه ولكن انطلق في مقبرة بني فلان فانك ستجد ثمّه شابًا من الانصار يترامى مع اصحاب لهٗ فاستحمله فانه سيحملك۔

فانطلق الرجل حتى اتى المقبرة قال لهٗ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقص عليه القصّة فاستحلفه۔

فقال الله الذي لا اله الا هو انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ارسلني اليك فاعطاه بعيرًا له فانطلق به الرجل فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال له صلى الله عليه وسلم

کے ساتھ تیر اندازی کر رہا ہے اور اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ ہے لہذا تو اس سے وہ مانگ۔ وہ تجھ کو دے دیگا۔ چنانچہ وہ شخص چل دیا۔ اور وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہے کہ وہی جوان اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر اندازی میں مصروف ہے۔ اس شخص نے اس جوان انصاری سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان کیا۔ انصاری نے قسم دے کر اس سے پوچھا کہ کیا واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہا ہے۔ اس نے دو یا تین مرتبہ قسم کھائی۔ تو انصاری نے اس کو اونٹ دیا۔ اس کے بعد وہ اونٹ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو اس واقعہ کی خبر سنائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا چلا جا۔ بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والے کے لئے بھی بھلائی کرنے والے کی طرح اجر و ثواب ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر سواری مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا میرے پاس کوئی سواری نہیں کہ میں تجھ کو اس پر سوار کر دوں۔ لیکن تو جا بنی فلاں کے قبرستان میں تو وہاں پائے گا ایک انصاری جوان جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر اندازی کر رہا ہوگا۔ تو تو اس سے سواری مانگ۔ وہ تجھ کو سواری دے گا۔ تو وہ آدمی چل دیا۔ اور اس قبرستان میں پہنچا جس کا پتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور اس انصاری سے واقعہ کہا۔ انصاری نے اس شخص سے قسم لی۔ اس نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اس پر انصاری نے اس کو اونٹ دیا اور وہ اس کو لے کر چل دیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے کہا جا چلا

Marfat.com

انطلق فانّ الدّالّ علی الخیر کفاعلہ ۔ جا البتہ بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے۔

ف: یعنی آنحضرت نے اپنی ذات اقدس کی طرف اشارہ فرمایا کہ چونکہ آپ نے اس کا خیر کی طرف راہنمائی کی اور اس شخص سائل کو ایسے شخص کا پتہ دیا جہاں سے اس کی مطلب براری ہو سکے۔ لہٰذا آپ کو بھی اسی اجر و ثواب کا استحقاق ہوا جس کا انصاری حق دار تھا۔

۳۷۴ ح ۱۲

ابوحنیفۃ عن علقمۃ عن ابن بریدۃ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر ۔ حضرت بریدہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کا کہنا ہے۔

ف: اس کو افضل جہاد اس بنا پر کہا گیا کہ معروف جہاد میں پھر بھی مسلمان اپنی ایک اجتماعی و فوجی طاقت رکھتے ہیں اور ایک شان و شوکت کے مالک ہوتے ہیں اور فتحیابی و شکست کے ہر دو رخ ان کے سامنے ہوتے ہیں بخلاف اس صورت کے کہ بادشاہ ظالم و جابر کے بالمقابل حق گو نہایت بے کسی اور بے بسی کی حالت میں دل سے بغض لاکھ دعوت کا فقط اس کے سامنے ہوتا ہے مگر یہ غریب صرف اپنی نیت خیر سے مدعی کی بنا پر اپنی جان پر کھیلتا ہے اور حق کے کہنے کی جرأت و جسارت کرتا ہے لہٰذا یہ جہاد افضل ہوا۔

۳۷۵ ح ۱۳

ابوحنیفۃ عن شیبان عن عبدالملک عمّن حدثہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استشارک فاشرہ بالرشد فان لم تفعل فقد خنتہ ۔ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تجھ سے مشورہ لے اس کو نیک مشورہ دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو البتہ تو نے خیانت کی اس کے حق میں۔

ف: یہ حقیقت ہے کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے۔ تو وہ گویا امانت دار تصور کیا جاتا ہے۔ اور اس پر پورا پورا بھروسہ و اعتماد ہوتا ہے۔ اب اگر یہ بے اعتمادی کا ثبوت دے اور صحیح نیک اور مفید مشورہ دینے میں بخل کرے یا غلط راہنمائی کرے تو یہ خائن ٹھہرا اور بددیانت اسی لئے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ خائن ہے۔

۳۷۶ ح ۱۴

ابوحنیفۃ عن الحسن عن الشعبی قال سمعت النعمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل المؤمنین فی توادھم وتراحمھم کمثل جسد واحد اذا اشتکی الرأس تداعی لہ سائرہ بالسھر والحمّی ۔ حضرت نعمان کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ مومنین کی مثال آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے پر رحم دکھانے میں ایک بدن کی سی ہے کہ مثلاً جب سر دکھتا ہے تو سارا بدن جاگنے میں اور بخار میں اس کا ساتھ نباہتا ہے۔

Marfat.com

ف: - واقعی صادق الایمان مومنین آپس میں ایسی ہی محبت والفت رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی و دلسوزی برتتے ہیں کہ ایک دکھی ہوتا ہے تو سب بے چین اور بے کل ہوتے ہیں۔ اور اگر ایک خوش ہوتا ہے تو سب ہی خوشی و مسرت کے شادیانے بجاتے ہیں ✦

۲۷۶/۱۵

حماد عن ابیه عن عبد الرحمٰن بن حزم عن انسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما زال جبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت انه یورثه وما زال جبرئیل یوصینی بقیام اللیل حتی ظننت ان خیار امتی لا ینامون الا قلیلاً ✦

حضرت انس کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ کو پڑوسی کے حق میں (خوش اخلاقی و خوش معاملگی کی) وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھ کو گمان ہونے لگا کہ شاید اس کو ورثہ میں سے اس کو حصہ دلائیں گے۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ کو مسلسل شب بیداری (تہجد گذاری) کے لئے ترغیب کرتے رہے یہاں تک کہ مجھ کو خیال پیدا ہوا کہ میری امت کے نیک لوگ بہت کم سوئیں گے ✦

ف: - اس حدیث سے دو چیزوں کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے ایک پڑوسی کا حق کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے حقوق کی غایت اہتمام کے ساتھ حسن اخلاق اور خوش معاملگی اور حسن برتاؤ پر اتنے زور دیا کہ آنحضرت کو شک پیدا ہوا کہ شاید پڑوسی کو ورثہ میں سے اور اعزہ واقارب کی طرح حصہ ملنے لگے گا۔ طبرانی معاویہ بن حیدہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث لاتے ہیں جو پڑوسی کے حقوق کو بالتفصیل بڑے پر اثر الفاظ سے معرض بیان میں لاتی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کرو۔ اگر مرے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔ اگر قرض کا خواہاں ہو تو اس کو قرض دو اگر بدحال ہو تو اس کی ستر پوشی کرو۔ اگر اس کو کوئی خوشی پہنچے تو اس کو مبارک باد دو۔ اگر مصیبت پہنچے تو غم کا اظہار کرو۔ اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اونچی نہ بناؤ کہ اس کی ہوا رک جائے۔ حضرت معاذ کی روایت میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں کہ اگر تم میوہ خرید کر لاؤ تو اس کو ہدیہ بھیجو۔ اور اگر ایسا نہ کرو تو اس کو اس سے پوشیدہ رکھو۔ اور نہ نکلے تمہارا لڑکا اس کو لے کر کہ پڑوسی کا لڑکا اس کو دیکھ کر حسرت کرے۔ دوسری چیز شب بیداری ہے اور تہجد گذاری کہ اللہ تعالیٰ کو بعد فرض کے یہ عبادت بہت محبوب ہے۔ قرآن کریم اس کی تعریف سے پر ہے۔ رات کی خاموش گھڑیوں میں جب کہ ساری دنیا نیند کے مزے لوٹ رہی ہو یہ عبادت دل کی صفائی اور تقرب الی اللہ کے لئے بہترین ہے۔ احادیث نبویہ میں بھی اس کی تفریعت و توصیف جگہ جگہ آئی ہے ✦

۲۷۷/۱۶

ابو حنیفة عن انسؓ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الله یحب اغاثة اللهفان ✦

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فریاد رسی اور بیکسوں کی دستگیری کو محبوب رکھتا ہے ✦

Marfat.com

ف: یعنی جو شخص کسی دکھی غمزدہ کے ساتھ غمخواری کرے اور اس کی دست گیری کر کے مصیبت سے اس کو خلاصی دے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بہت پسند فرماتا ہے کیونکہ وہ خود بھی مصیبت زدہ کا حامی و مددگار ہے۔

۲۲۱ باب النہی عن سب الدھر!

باب اس بیان میں کہ زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت ہے!

۴۷۸ ابوحنیفۃ عن عبد العزیز عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر۔

حضرت ابی قتادہ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ کو برا نہ کہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ زمانہ ہی ہے۔

ف: یہ اس بدعادت کی مذمت ہے جس کے بعض ناسمجھ لوگ عادی ہوتے ہیں کہ دنیا کی تلخیوں پر زمانہ کو لعنت و ملامت کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور حقیقت میں یہ ناشائستہ عمل عقل سے کوسوں دور ہے۔ کیونکہ اگر زمانہ دنیا کے واقعات و حادثات پر سرمو بھی اثر انداز ہوتا تو اس کو برا کہنے کے کچھ معنی ہوتے۔ حالانکہ واقعہ تو یہ ہے کہ دنیا کے انقلابات میں زمانہ بالکل بے اثر ہے جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے سب کچھ اسی کے قبضہ و قدرت میں ہے اور اس کا ہر کام حکمت و مصلحت پر مبنی ہے۔ جس کو وہی خوب جانتا ہے اور سمجھتا ہے۔ انسان کا کیا یارا کہ اس کے بھیدوں کا سراغ لگا سکے۔ بندہ کو کیا تاب کہ اس کی حکمتوں تک رسائی پیدا کر سکے۔ اس لئے زمانہ کو برا بھلا کہنا عقل کے سراسر خلاف ہے۔ اور مذہب سے بھی ممنوع۔

۴۷۹ ابوحنیفۃ ولدت سنۃ ثمانین وقدم عبد اللہ بن انیس صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکوفۃ سنۃ اربع وتسعین ورأیتہ وسمعت منہ وانا ابن اربع عشرۃ سنۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول حبک الشیء یعمی ویصم۔

حضرت امام ابوحنیفہ رح کہتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور حضرت عبد اللہ بن انیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کوفہ میں ۹۴ھ میں تشریف لائے۔ میں نے ان کو دیکھا۔ اور چودہ برس کی عمر میں میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک چیز کی محبت تجھ کو اندھا بھی کر دیتی ہے اور بہرہ بھی۔

ف: یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انسان جب کسی چیز کو دل و جان سے پسند کرتا ہے۔ تو نہ کان اس کے عیبوں کو سننا گوارا کرتے ہیں۔ نہ آنکھیں اس کے معائب کو دیکھنا روا رکھتی ہیں لہٰذا آنحضرت نے واقعہ کی نہایت صحیح ترجمانی فرمائی۔ کہ جب تو کسی چیز کو پسند کرے تو تو بہرا بھی ہو جاتا ہے اور اندھا بھی۔

Marfat.com

۲۲۲ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّمَاتَةِ!

باب اس بیان میں کہ کسی کی مصیبت پر خوش ہونا منع ہے!

۴۸۰/۱

ابوحنیفة قال سمعتُ واثلة بن الاسقع قال سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تُظهرَنّ شماتةً لاخيك فيعافيه الله و يبتليك الله ۔

حضرت واثلہ بن اسقع کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تو اپنے بھائی (کی مصیبت) خوشی و مسرت ظاہر نہ کر (ورنہ) خدا تعالےٰ اس کو اس سے چھٹکارا دے گا اور تجھ کو اس میں مبتلا کرے گا ۔

ف: ۔ واقعی یہ انسانیت و شرافت عقل و سنجیدگی سے بھی گری ہوئی بات ہے اور مذہب کے سخت خلاف کہ انسان اپنے مسلمان بھائی کے دکھ و مصیبت پر ہنسے اور خوشی اور مسرت ظاہر کرے کیا بعید ہے کہ اللہ تعالےٰ اس خلاف مروت عمل کی پاداش میں دکھی کو دکھ سے رہائی بخشے اور ہنسنے والے کو اس میں مبتلا کرے ۔

۲۲۳ كِتَابُ الرِّقَاقِ!

کتاب دل گداز باتوں کے بیان میں!

۴۸۱/۱

ابوحنيفة عن الحسن عن الشعبي عن النعمان بن بشير عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان في الانسان مضغةً اذا صلحت صلح بها سائر الجسد واذا سقمت سقم بها سائر الجسد الا وهي القلب ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ اصلاح پذیر ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا بدن اصلاح پذیر ہوتا ہے اور جب وہ بیمار ہو تو اس کے سبب سارا بدن بیمار ہوتا ہے اور خبردار رہو وہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے ۔

ف: ۔ واقعی انسان کے جسم میں دل ایک چیز ہے کہ سارے بدن پر اس کی فرمانروائی چلتی ہے ۔ سارے جسمانی اعمال و افعال کا دارومدار اسی پر ہے ۔ کیونکہ اعمال کی اچھائی و برائی نیات و عقاید پر مدار رکھتی ہے ۔ اور نیتوں کا مخزن و مادی دل ہے ۔ اس لئے سارے جسم میں یہی سب کچھ ہے ۔ اگر یہ ٹھیک ہوگیا تو سب ٹھیک ہے اور اگر یہ بگڑا تو سب کچھ بگڑا ۔

۴۸۲/۲

ابوحنيفة عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت ما شبعنا ثلثة ايام تباعا حتى فارق محمد

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے کبھی تین دن تین رات برابر روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا

صلی اللہ علیہ وسلم وما زالت الدنیا علینا کدرۃ عسرۃ حتی فارق محمد صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا فلما فارق محمد صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا صُبَّتْ علینا صبًّا وفی روایۃ صُبَّتِ الدنیا علینا صبًّا وفی روایۃٍ ما شبع آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ ایام متوالیۃ من خبز البُرِّ ۔

تشریف لے گئے اور تنگ حالی اور تنگ دستی ہم پر چھائی رہی۔ یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے مفارقت فرمائی۔ پھر جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو دنیا ہم پر ٹوٹ کر گری۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دنیا ہم پر برس پڑی۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ گیہوں کی روٹی سے پے در پے تین دن کبھی نہیں بھرا ۔

فائدہ۔ یہ آنحضرت کی عسرت کی زندگی کی پر درد و دلفگار کہانی ہے کہ کاشانۂ نبوت میں بسنے والوں کو تین دن مسلسل پیٹ بھر کر روٹی میسر نہ ہوتی تھی۔ دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں۔ کہ کئی راتیں پے در پے ایسی گذرتیں کہ رسالت مآب کے گھر والے رات کو بھوکے پیٹ رہتے۔ یہ زندگی چونکہ آں حضرت کو پسند تھی اس لئے حیات طیبہ اسی طرح گذر گئی۔ بعد وفات اہل خانہ پر دنیا سمٹ پڑی جیسا کہ خود حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد دنیا ہم پر برسنے لگی ۔

۴۸۳/۳

ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن الاسود ان عمر بن الخطاب دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شکاۃٍ شکاھا فاذا ھو مضطجعٌ علی عباءۃ قطوانیۃ ومرفقۃ من صوفٍ حشوھا اذخر فقال بابی انت وامی یا رسول اللہ کسریٰ وقیصر علی الدیباج فقال یا عمر اما ترضی ان تکون لھم الدنیا ولکم الاخرۃ۔

ثم ان عمرؓ مسّہ فاذا ھو فی شدۃ الحمّٰی۔ فقال تُحَمُّ ھٰکذا وانت رسول اللہ۔

فقال ان اشدّ ھٰذہ الامۃ بلاءً نبیّھا ثم الخیّر ثم الخیّر وکذلک کانت الانبیاءُ

حضرت اسود رض سے روایت ہے کہ عمر رض بن الخطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ کو بیماری کی تکلیف تھی تو آپ کو ایک قطوانی کھردری چادر پر لیٹا ہوا پایا اون کا تکیہ لگائے ہوئے جس کا بھرت اذخر گھاس کا تھا۔ حضرت عمر رض بولے آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ کسریٰ اور قیصر تو دیباج پر (آرام کرتے) ہیں (اور آپ کی یہ حالت ہے) اس پر آپ نے فرمایا۔ اے عمر کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان (کافروں) کے لئے دنیا ہو۔ اور تمہارے لئے آخرت۔ پھر حضرت عمر رض نے آپ کو چھوا تو آپ کو سخت بخار تھا۔ تو بولے آپ کو ایسا سخت بخار حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا اس امت میں سخت مبتلائے بلا اس کے نبی ہیں۔ پھر ان سے کمتر نیک پھر ان سے کم تر نیک اور یہ ہی حال تم سے

Marfat.com

قبلکم والامم ۔ پہلے انبیاء علیہم السلام اور امتوں کا تھا ۔

فائدہ ۔ اس حدیث سے اس امر کا انکشاف ہوا کہ دنیا میں مومن کی جانچ اور اس کی آزمائش اس کے ایمانی طاقت و قوت کے مطابق ہوتی ہے ۔ قوی الایمان سخت تر آزمائشوں میں کسا جاتا ہے اور اس سے اس کے گناہ و قصور معاف ہوتے ہیں ۔ یہاں تک کہ شدائد کی گھاٹیوں میں سے گزر کر وہ گناہوں کی گندگی و آلودگی سے پاک صاف ہو جاتا ہے ۔ اور نکھر کر کندن ہو جاتا ہے ۔ جیسا کہ ترمذی کی حدیث کے چند الفاظ میں فما یبرح البلاء بالعبد حتی یترکہ یمشی علی الارض وما علیہ خطیئۃ کہ بندہ پر برابر مصیبت مسلط رہتی ہے ۔ یہاں تک کہ وہ ایسی حالت میں ہو جاتا ہے کہ زمین پر چلتا پھرتا ہے اور گناہ سے بالکل سبکدوش ہوتا ہے ۔

کتاب الجنایات!

کتاب جنایات کے بیان میں!

۳۲۴

ابو حنیفۃ عن عطاء عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من عفا عن دم لم یکن لہ ثواب الا الجنۃ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے ۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے خون معاف کیا اس کی جزا جنت ہی ہے ۔

فائدہ ۔ یہ حدیث درحقیقت اس آیت کریمہ کی ترجمانی ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ کہ برائی کا بدلہ اس جیسی برائی سے ہے پس جس شخص نے معاف کیا اور صلح کی تو اس کا بدلہ اللہ پر ہے ۔

ابو حنیفۃ عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال دیۃ الیہودی والنصرانی مثل دیۃ المسلم ۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اور نصرانی کا خون بہا مثل خون بہا مسلمان کے ہے ۔

فائدہ ۔ یہ حدیث دیت کے مسئلہ اختلافی کو چھیڑتی ہے ۔ اس بارہ میں ائمہ کا اختلاف ہے ۔ حضرت امام مالک کے نزدیک یہودی و نصرانی کی دیت مسلم کی دیت سے آدھی ہے یعنی چھ ہزار درم کیونکہ ان کے نزدیک پوری دیت بارہ ہزار درم کی ہے ۔ اور حضرت امام شافعی کے نزدیک یہودی و نصرانی کی دیت ایک تہائی یعنی چار ہزار درم ہے ۔ اور حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہودی و نصرانی کی دیت و مسلم آزاد کی دیت میں کوئی فرق نہیں ۔ ہر سہ کی ایک ہی دیت ہے یعنی دس ہزار درم ۔ کیونکہ ان کی رائے میں پوری دیت اسی قدر ہے ۔ یہ تو نوعیت اختلاف ہے ۔ اب ادلہ و حجج کے میدان میں حضرت امام مالک کے مذہب پر سنن اربعہ کی اس حدیث سے دلیل لائی جاتی ہے ۔ جو بطریق عمرو بن شعیب

Marfat.com

نقل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیۃ المعاھد نصف دیۃ الحر کہ معاہد کی دیت آزاد کی دیت سے نصف ہے۔ ترمذی کے الفاظ یوں ہیں عقل الکافر نصف عقل المومن کہ کافر کی دیت مسلم کی دیت سے آدھی ہے۔ حضرت امام شافعی کے مذہب پر یا تو اس حدیث سے حجت لائی جاتی ہے جو وہ خود اپنی مسند میں حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فیصلہ دیا یہودی و نصرانی کی دیت میں چار ہزار درم کا اور مجوسی کی دیت میں آٹھ سو درم کا۔ یا اس حدیث مرفوع سے جو مصنف عبدالرزاق میں عمرو بن شعیب کے طریق سے بدیں الفاظ مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوحی علی کل مسلم قتل رجلا من اھل الکتاب اربعۃ الاف۔ کہ آنحضرت نے ہر اس مسلمان پر جو کسی اہل کتاب کے آدمی کو مار ڈالے چار ہزار درم واجب فرمائے۔ حضرت امام اعظم کے مذہب کی زبردست حجت و سنگین دلیل یہ حدیث ذیل ہی ہے کہ نہ جس کی سند میں کوئی خلش ہے نہ اس کے معنی میں کوئی خفا کہ اہل کتاب کی دیت اور مسلم کی دیت میں کوئی فرق نہیں۔ حدیث مرفوع ہے اور سلسلہ سند بے کھوٹ۔ حضرت امام میں کس کو تاب کوئی کھوٹ نکالے۔ حضرت زہری میں کس کو مجال گفتگو۔ حضرت سعید بن مسیب میں کس کو طاقت مقال اور حضرت ابی ہریرہ تو میں اپنی جگہ سب کچھ۔ جب یہ اصح الاسناد حدیث دستیاب ہوئی تو امام صاحب کے مذہب کی بنا دراصل اسی پر قرار پائی۔ بمزید برآں ابو داؤد مراسیل میں سعید بن مسیب سے روایت لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیۃ کل ذی عھد فی عھدہ الف دینار۔ کہ ہر صاحب عہد کی دیت اس کے عہد کے دوران میں ہزار دینار ہیں۔ پھر بعینہ اسی کو حضرت شافعی انہیں سعید سے موقوف لائے ہیں۔ اور ترمذی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دی العامریین بدیۃ المسلمین وکان لھما عھد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عامریین کی دیت دی مسلمین کی سی دیت اور ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد تھا۔ اور روایات سے بطریق صحیح اس کا ثبوت ہے کہ آنحضرت کے دور مبارک میں اور خلفاء کی خلافت راشدہ میں اسی پر عمل درآمد تھا۔ یہاں تک کہ حضرت معاویہ کے دور حکومت میں یہ عمل ہونے لگا کہ آدھی دیت مقتول کے ورثاء کو دی جاتی اور آدھی بیت المال میں داخل کی جاتی چنانچہ ابو داؤد اپنی مراسیل میں ربیعۃ الرای کے طریق سے یوں روایت لائے ہیں کان عقل الذمی مثل عقل المسلم فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزمن ابی بکر وزمن عمر وزمن عثمان حتی کان صدر من خلافۃ معاویۃ الحدیث کہ ذمی کی دیت مسلم کی دیت جیسی تھی۔ آنحضرت۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کے مبارک عہدوں میں۔ یہاں تک کہ حضرت معاویہ کی ابتدائی حکومت کا زمانہ آیا۔ عبدالرزاق بھی زہری سے یہی روایت لائے ہیں۔ امام محمد کتاب الآثار میں بیان کرتے ہیں کہ حضرات ابوبکر و عمر یہی فیصلہ دیا کرتے تھے۔ حضرت علی سے اس طرح روایت وارد ہے انما بذلوا الجزیۃ لیکون دماؤھم کدمائنا واموالھم کاموالنا۔ کہ انہوں نے جزیہ اس لئے صرف کیا کہ ان کے خون ہمارے خون ہوں۔ اور ان کے بال ہمارے مال۔ یہ حدیث تو گویا سارے جھگڑے کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ اور اس کا کھلا ثبوت بہم پہنچاتی

Marfat.com

ہے کہ ذمیوں کی دیت اور مسلمین کی دیت میں کوئی فرق وتمیز نہیں۔ لہٰذا آنحضرت وخلفائے کرام کے عمل سے اور صحیح السند احادیث مرفوعہ۔ مراسیل وموقوفہ کی رو سے مذہب حنفیہ ہی کی صداقت کا پلہ جھکتا ہے کیونکہ ہر دو ائمہ کی احادیث شہرت وصحت وکثرت طرق میں یہ درجہ نہیں رکھتیں۔ اگر مخالفین مراسیل کی ارسال کا عیب وسقم نکالیں اور موقوفہ میں موقوف ہونے کا تو واضح رہے کہ مراسیل احناف مالکیہ وجمہور علماء کے نزدیک قابل حجت ہیں اور سعید بن مسیب کی مراسیل تو بالاتفاق مقبول ہیں اور وہ حدیث موقوف جس میں قیاس کو گنجائش نہ ہو مرفوع کے حکم میں ہے۔ اور قیاس کو اس میں اس لئے دخل نہیں کہ ہر دو میں مماثلت ظاہر نہیں کہ قیاس کیا جا سکے۔ پھر قیاس بھی مذہب حنفی کی تائید کرتا ہے کیونکہ تعارض ادلہ کے وقت احتیاط کا لحاظ زیادہ قرین عقل ودرایت ہے اور احتیاط مذہب حنفی میں ہے۔ نہ دوسرے مذاہب میں۔

۳۸۶

ابوحنیفة عن الشعبی عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یستقاد من الجراح حتی تبرأ۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قصاص لیا جائے زخم رساں سے جب تک کہ زخم خوردہ کا زخم اچھا نہ ہو۔

ف: یعنی جب ایک شخص کسی کے زخم لگائے تو تاوقتیکہ زخم خوردہ کا زخم اچھا نہ ہو زخم رساں سے قصاص نہ لیا جائے۔ اس میں بھی امام ابوحنیفہ ومالک واحمد اور امام شافعی کے مابین اختلاف ہے صورت اختلاف کی یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک زخم لگانے کے بعد ہی زخم رساں سے بدلہ لیا جائے گا۔ کیونکہ سبب قصاص پایا گیا۔ تو اب تاخیر وتدبر کیوں ہی جائے اور وہ اس کو نفس کے قصاص پر قیاس کرتے ہیں کہ اس میں ایسا ہی حکم ہے۔ اور یہ ائمہ مذکورین اس خیال کے حامی ہیں کہ زخم کی صورت میں فوراً قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ زخم کے اچھا ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ ان ائمہ کا خیال وجہ معقول پر مبنی ہے۔ جو بالکل قرین قیاس ہے اور موافق عقل سلیم کہ وہ کہتے ہیں کہ زخموں کے [illegible] شدید وخفیف ہونے میں نتائج سے کھلا کرتے ہیں نہ موجودہ کیفیات سے۔ کیا معلوم ہو [illegible] وقت ہلکا اور معمولی نظر آتا ہے وہ آگے چل کر زخم خوردہ کی جان ہی لے لے تو پھر تو بدلہ زخم رساں اس کے قتل کا باعث ہوا۔ اور ممکن ہے کہ زخم زخم کی حد تک رہ کر اچھا ہو جائے۔ یہ [illegible] اور اس کی روایت بھی پر زور تائید کرتی ہے۔ دارقطنی اور بیہقی حضرت جابرؓ سے حدیث [illegible] روایت کرتے ہیں کہ زخموں کا اندازہ کیا جائے۔ پھر ایک سال تک تاخیر کی جائے پھر [illegible] اس کے موافق فیصلہ دیا جائے۔ دارقطنی کے سلسلہ روایت میں بریدہ [illegible] حدیث کو مجروح کر جاتے ہیں اور بیہقی کے سلسلہ سند میں [illegible] ابن لہیعہ صدوق ہے۔ [illegible] کہتے ہیں کہ مذہب کے ثبوت کے لئے امام صاحب کی حدیث ذیل شعبی کے واسطے سے کچھ کم نہیں۔ بلکہ کافی ووافی ہے۔ [illegible] تلاش کی ضرورت بھی کیا۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ امام صاحب کا ہی مذہب حق ہے۔

Marfat.com

کتاب الاحکام

کتاب احکام کے بیان میں!

۲۲۵

ابو حنیفة عن الهیثم عن الحسن عن ابی ذرؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا اباذرؓ الامارة امانة وهی یوم القیامة خزیٌ و ندامة الا من اخذها من حقها وادی الذی علیه و اتی ذلک۔

حضرت ابی ذرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابوذر امارت (حکومت) ایک امانت ہے اور وہ قیامت کے دن رسوائی ہے اور شرمندگی۔ مگر اس شخص کے لئے رسوائی و شرمندگی نہیں (جس نے امارت (حکومت) کا حق ادا کیا۔ اور جو ذمہ داری اس پر تھی۔ اس سے سبکدوشی حاصل کی۔ اور یہ (ادائیگی حقوق حکومت اور پوری ذمہ داری سے سبکدوشی) ہوتا ہی کہاں ہے۔

وفی روایة عن ابی حنیفة عن ابی عسال عن الحسن عن ابی ذرؓ عن النبیؐ صلی الله علیه وسلم قال الامارة امانة وهی یوم القیمة خزی وندامة الا من اخذها من حقها واذی الذی علیه واتی ذلک یا اباذرؓ۔

اور ایک روایت میں حضرت ابی ذرؓ سے یوں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امارت قیامت کے دن ذلت ہے اور شرمساری۔ مگر جس نے کہ اس کا حق ادا کیا اور جو ذمہ داری اس پر تھی اس کو ادا کیا۔ پھر (فرمایا) اے اباذر ایسا ہوتا ہی کہاں ہے۔

ف: طبرانی اور بزار سند صحیح سے حضرت عوف بن مالک سے بایں الفاظ روایت لائے ہیں اولها ملامة وثانیها ندامة وثالثها عذاب یوم القیامة الا من عدل۔ امارت کا پہلا حصہ ملامت ہے دوسرا شرمندگی ہے اور تیسرے میں قیامت کا عذاب ہے۔ مگر وہ شخص جو عدل و انصاف سے کام لے۔ مسلم میں بھی یہ حدیث بایں الفاظ ہے مگر اس کے شروع میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں کہ حضرت ابی ذر نے آنحضرت سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ مجھے آپ عامل مقرر نہیں فرماتے۔ آپ نے ان کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ اے اباذر تم کمزور ہو اور پھر یہی نصیحت کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ غرض یہ حدیث حکومت وولایت کی اہمیت و ذمہ داری کی صحیح صحیح ترجمانی کرتی ہے اور جو حکومت کو ایک کھیل سمجھتے ہیں اور اس کو دنیوی عیش و عشرت اور نفسانی لذات و شہوات کے پورا کرنے کا ایک ذریعہ بناتے ہیں۔ ان کے حق میں یہ ایک سنگین تازیانہ ہے۔ کہ حکومت جب امانت ٹھہری اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے والا خائن تو قیامت کے دن اس کو ندامت و شرمساری و عذاب الٰہی کا منہ کیوں نہ دیکھنا پڑے۔ پھر یہ امانت بھی معمولی نہیں۔ حاکم کے کندھوں پر حقوق اللہ کی ادائیگی کا بھی بوجھ ہوتا ہے اور ہزاروں لاکھوں انسانوں

Marfat.com

کے حقوق رسی کا بھی بار۔ تو اب کونسا ایسا خوش قسمت انسان ہے کہ جو ان تمام حقوق کو پورا پورا ادا کرے۔ اور اس سخت آزمائش و امتحان میں پورا اترے۔ اسی لئے آنحضرتؐ فرماتے ہیں وَاَنّٰی ذٰلِکَ اور ایسا ہونا ہی کب ہے۔ جو ہزاروں میں ایک نکلا اس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ فرمان خداوندی انا عرضنا الامانۃ سے یہی سنگین امانت حکومت مراد ہے اور اس میں بھی اسی امانت کی اہمیت کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔ حقیقت میں اگر انسان کے دل و دماغ میں حکومت کی یہ اہمیت بیٹھ جائے تو انسان حکومت کی ذمہ داری سے ایسا ڈرے جیسا کہ ہر شخص موت سے ڈرتا ہے۔

۲۸۸/۲

ابوحنیفۃ عن عطیۃ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ارفع الناس یوم القیٰمۃ امام عادل۔

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سب لوگوں میں بلند ترین امام عادل ہوگا۔

ف: ظالم جابر و بے رحم بادشاہ کی برائی اور عادل منصف رحم دل بادشاہ کی تعریف سے احادیث صحیحہ پر ہیں۔ طبرانی کبیر میں اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت ابی بکرہ سے بدیں مضمون حدیث لائے ہیں کہ بادشاہ اللہ کا سایہ ہے زمین میں جس نے اس کی عزت کی اس نے گویا اللہ کی عزت کی اور جس نے اس کی توہین کی اس نے گویا اللہ کی توہین کی۔ اور بزار اپنی مسند میں بیہقی اپنی شعب الایمان میں بدیں معنی حضرت ابن عمر سے روایت لائے ہیں کہ بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ ہے۔ جس کے پاس آکر اللہ کے مظلوم بندے پناہ لیتے ہیں۔ پس اگر اس نے انصاف کیا تو اس کے لئے اجر و ثواب ہے اور رعایا کے لئے شکر گذاری واجب اور اگر ظلم کیا اور جبر و تشدد و استبداد سے کام لیا تو اس پر اس کا گناہ ہے۔ اور رعایا کے لئے صبر ضروری۔ اور جب حکام ظلم ڈھاتے ہیں تو آسمان قحط سالی کا سبب بن جاتا ہے۔ اور جب زکوۃ روک لیتے ہیں تو دیہی ہلاکت کی نذر ہوتے ہیں۔ بیہقی شعب الایمان میں حضرت انس سے بدیں مطلب حدیث لائے ہیں۔ کہ بادشاہ اللہ کا سایہ ہے جس نے اس کو دھوکا دیا وہ گمراہ ہوا۔ جس نے اس کو نصیحت کی اس نے ہدایت پائی۔ ابونعیم حلیہ میں حضرت انس سے حدیث مرفوعاً بدیں معنی لائے ہیں۔ کہ چار اشخاص کی دعا بارگاہ ایزدی میں مقبول ہے۔ ایک امام منصف۔ دوسرا وہ جو اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے۔ تیسرا مظلوم۔ چوتھا وہ جو اپنے والدین کے لئے دست بدعا ہے۔ نسائی حضرت ابی ہریرہ رضی سے بایں مطلب حدیث مرفوع لائے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ چار اشخاص کو نہایت مبغوض رکھتا ہے ایک قسم خور تاجر۔ دوسرا متکبر فقیر۔ تیسرا زنا کار بوڑھا۔ چوتھا ظالم بادشاہ۔ باقی انہیں احادیث کے ہم معنی و مطلب بہت سی احادیث صحیحہ کتب صحاح میں وارد ہیں۔

۲۸۹/۳

ابوحنیفۃ عن الحسن بن عبید اللہ عن خبیب بن ابی ثابت عن ابن بریدۃ

حضرت بریدہ رضی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی تین قسم کے

Marfat.com

عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القضاۃ ثلثۃ. قاضیان فی النار وقاضٍ یقضی فی الناس بغیر علم ویُوکِل بعضہم مال بعضٍ. وقاضٍ یترک علمہٗ و یقضی بغیر الحق فھذان فی النار. وقاضٍ یقضی بکتاب اللہ فھو فی الجنۃ ۔

ہیں - دو ان میں دوزخی ہیں (یعنی) وہ قاضی جو فیصلے دیتا ہے لوگوں میں بغیر علم کتاب وسنت کے اور ایک کو دوسرے کا مال (ناحق) کھلاتا ہے - اور وہ قاضی جو اپنے علم کو پس پشت ڈالتا ہے - اور ناحق فیصلے دیتا ہے - تو یہ ہر دو قسم قاضی دوزخی ہیں - اور (تیسرا) وہ قاضی جو فیصلہ دیتا ہے کتاب اللہ کی رو سے تو وہ جنتی ہے ۔

ف: - ابوداؤد - ترمذی - ابن ماجہ وغیرہ میں قدرے اختصار کے ساتھ یوں وارد ہے - القضاۃ ثلثۃ اثنان فی النار وواحد فی الجنۃ رجل علم الحق فقضی بہ فھو فی الجنۃ ورجل قضی للناس علی جھل فھو فی النار ورجل عرف الحق فجار فی الحکم فھو فی النار - کہ قاضی تین قسم کے ہیں دو دوزخی اور ایک جنتی - وہ شخص جس نے حق پہچانا اور اس کے ماتحت فیصلہ دیا تو وہ جنتی ہے اور وہ شخص جس نے لوگوں میں جہالت پر فیصلہ دیا - وہ دوزخی ہے اور وہ شخص جس نے حق کو تو پہچانا - مگر حق رسی میں ظلم کیا تو وہ بھی دوزخی ہے - اور واقعی ایسا ہونا بھی چاہیئے - کہ چونکہ حق وانصاف کا سرچشمہ کتاب اللہ وسنت رسول ہے - جس نے اس سے ہٹ کر اور اس سے جاہل رہ کر فیصلہ دیا تو وہ خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا - اور ایسا گمراہ وگمراہ کن سزاوار عذاب دوزخ ہی ہے - اور جو جان بوجھ کر عالم بدعمل بنکر لوگوں کو گمراہ کرے - اور غلط فیصلے دے تو یہ تو پہلے سے بڑھ کر بڑا مجرم ہے - کیونکہ علم کو چھپانے کا ایک علیحدہ سنگین جرم ہے جو اس کی طرف بالاستقلال عائد ہوتا ہے اور جس کی پاداش میں یہ بالاولی مستحق عذاب دوزخ ہے - اب رہا تیسرا تو کیا کہنے یہ اللہ کی کتاب کی رو سے فیصلے دیتا ہے - اور لوگوں میں اللہ کا سچا فرمان جاری کرتا ہے - اور یوں زمین میں اللہ کی سچی خلافت کے فرائض انجام دیتا ہے تو ایسا قاضی جنت کا حقدار کیوں نہ ہو ۔

۴۹۰/۴

ابوحنیفۃ عن عبد الملک عن ابی بکرۃ ان اباہ کتب الیہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یقضی الحاکم وھو غضبان ۔

حضرت ابی بکرہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے ان کو لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حاکم بحالت غضب فیصلہ نہ دے ۔

ف: - یہ حدیث تقریباً انہیں الفاظ سے صحیحین ودیگر صحاح میں وارد ہے اور واقعی قاضی کے لئے ضروری ہے اور لازمی ہے کہ کسی معاملہ میں فیصلہ دیتے وقت اس کے دل ودماغ اعتدالی حالت پر ہوں - کیونکہ اگر وہ اعتدالی کیفیت چھوڑ بیٹھیں گے تو یقیناً اس کی رائے اور اس کا فیصلہ حق سے ہٹ جائے گا - اور غیظ وغضب میں طبیعت ومزاج میں اعتدال مفقود ہوتا ہے - حرارت وگرمی کا جوش ہوتا ہے - لہذا فیصلہ میں بھی تشدد وسختی - تندمزاجی ودرشتی کا پیدا ہو جانا لازمی امر ہے - اسی لئے ایسی حالت میں فیصلہ دینا ممنوع ہے - چنانچہ فقہا نے اسی فطری اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اسی حدیث کے ماتحت ہر اس حالت

Marfat.com

میں فیصلہ صادر کرنا ناجائز قرار دیا ہے جس کی وجہ سے انسان کے دل و دماغ تھکانے نہ ہوں۔ مثلاً بے تابی کی بھوک لگی ہو۔ ناک تک کھانے سے پیٹ کو تان رکھا ہو۔ بے چین کرنے والا مرض لاحق ہو۔ وحشت میں ڈالنے والا خوف دامنگیر ہو۔ بے انتہا خوشی لاحق ہو۔ نیند کا بہت غلبہ ہو۔ دل و دماغ پر غم و فکر کا غلبہ ہو۔ پیشاب پاخانے کی حاجت بے چین کر رہی ہو۔ بے کل کرنے والی تراخے کی گرمی پڑ رہی ہو۔ یا کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہو۔ تو ایسے حالات میں بھی فیصلہ صادر کرنا روا نہیں ۔

۴۹۱/۵

ابوحنیفة عن حماد عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال رفع القلم عن ثلثة عن الصبی حتی یکبر وعن المجنون حتی یفیق۔ وعن النائم حتی یستیقظ ۔

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین اشخاص سے قلم اٹھا لیا گیا (گویا یہ دین کی ذمہ داری سے سبکدوش ہیں) (ایک) بچہ جب تک وہ بالغ ہو۔ (دوسرا) مجنون جب تک وہ صحت یاب ہو۔ (تیسرا) سونے والا جب تک وہ نیند سے جاگے ۔

وفی روایة عن حماد عن سعید بن جبیر عن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رفع القلم عن ثلثة۔ عن النائم حتی یستیقظ وعن المجنون حتی یفیق وعن الصبی حتی یحتلم ۔

اور ایک روایت میں حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین پر سے قلم اٹھا لیا گیا (یہ تکلیف شرعی کے بوجھ سے ہلکے ہیں) سونے والا جب تک جاگے۔ مجنون جب تک صحت یاب ہو۔ بچہ جب تک بالغ ہو ۔

ف: یہ حدیث کتب صحاح میں اسی طرح وارد ہے۔ اور یہ واقعہ اس بنا پر ہے کہ تکلیف شرعی کا مدار دراصل عقل و شعور پر ہے اور اس سے یہ ہر سہ اشخاص محروم ہیں۔ اس لئے یہ اس حالت میں دینی ذمہ داری سے سبکدوش ہوئے۔ اور اس سے بری۔ اگر ایسی حالت میں ان پر تکلیف شرعی کا بوجھ ڈالا جائے تو تکلیف مالا یطاق ہوگی جو اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نہیں دیتا ۔

۴۹۲/۶

ابوحنیفة عن الشعبی عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المدعی علیه اولی بالیمین اذا لم یکن بینة

حضرت ابن عباس رضہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نہ ہو بینہ (گواہ مدعی کے پاس) تو مدعا علیہ کے قسم لینا اولیٰ ہے ۔

ف: بیہقی نے حضرت ابن عمر رضہ سے مرفوع روایت کی ہے۔ المدعی علیہ اولی بالیمین الا ان تقوم علیه البینة۔ کہ مدعی علیہ پر قسم ہے مگر یہ کہ مدعی اس پر گواہ پیش کر دے۔ گویا مدعی کے گواہ پیش کرنے پر مدعی علیہ سے قسم لینے کی کوئی حاجت نہیں۔ بیہقی حضرت ابن عباس سے مرفوع روایت لائے ہیں ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یعطی الله بدعواهم لادعی رجال اموال قوم و دماءهم لکن البینة علی المدعی والیمین علی من انکر کہ آنحضرت نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے دعوی پر فیصلہ دے دیا کرتا تو البتہ لوگ دعوی کر کے لوگوں کے مال اینٹھ لیا کرتے۔ اور ان کے خون بہا

Marfat.com

ڈالتے لیکن اللہ کی طرف سے گواہ مدعی کے ذمہ رکھے گئے اور قسم منکر (مدعی علیہ) کے ذمہ لگائی گئی۔

حدیث ذیل دراصل دو اختلافی مسئلوں میں شافعیہ کے خلاف حنفیہ کی سنگین حجت ہے۔ اور پختہ دلیل۔ صورت اختلاف اول کی یہ ہے کہ دعوی پیش ہونے پر سب ہی کے نزدیک مدعی سے گواہ طلب کیے جائیں گے۔ اگر اس نے پیش کر دیے تو اس کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ اگر نہ پیش کر سکا تو مدعا علیہ پر قسم آئے گی۔ اگر اس نے قسم کھائی تو فیصلہ اس کے حق میں ہوگا۔ اگر وہ قسم سے منکر ہوا تو حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک پھر بھی فیصلہ مدعی کے حق میں ہوگا۔ اور اب مدعی سے قسم لینے کی ہرگز ضرورت نہیں گویا تحقیقات مقدمہ کا آخری پہلو تھا جو ختم ہوا۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس صورت میں قسم مدعی کی طرف لوٹے گی۔ اگر اس نے قسم کھالی تو دعوی جیتا ورنہ نہیں۔ امام مالک و احمد بھی امام شافعی کے ہم خیال ہیں۔ اور ان کے ساتھ متفق القول۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ مدعی علیہ جب قسم سے انکار کر گیا تو ظاہر مدعی کا موافق ہوا اور اس میں مدعی علیہ کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو اس سے قسم لی جائے گی۔ امام صاحب کے مذہب پر حدیث ذیل اور مذکورہ احادیث ناقابل تردید حجتیں ہیں جو صاف گویا ہیں کہ مدعی کے ذمہ محض گواہوں کا پیش کرنا ہے قسم سے اس کو نہ کوئی واسطہ نہ سروکار۔ اور مدعی علیہ کے ذمہ صرف قسم ہے اور اسی پر اس کی قسمت کا آخری فیصلہ اس کو گواہوں سے نہ کوئی واسطہ نہ تعلق۔ گویا آنحضرت نے مدعی و مدعی علیہ ہر ایک کی ذمہ داری کو علیحدہ علیحدہ کی طرح تقسیم فرما دیا تو اب بیچ میں شرکت کیسی۔ اور اس ذمہ داری میں بٹوارہ کیسا۔ یہ حدیث کی صریح مخالفت نہیں تو کیا ہے۔ کہیں حدیث دانی کا یہ دعوی اور کہیں حدیث فہمی سے اتنی دوری۔ ذرا بتاؤ یہاں احناف اہل الرائے ہیں یا دوسرے۔ یہاں حنفیہ تارک الحدیث ہیں یا اغیار۔ پھر آئیے ایک اور پہلو سے صداقت و حق کو جانچئے اور خدارا فیصلہ کیجئے۔ کہ حقیقت کیا ہے۔ ترمذی میں حضرت وائل سے روایت وارد ہے۔

قال جاء رجل من حضرموت ورجل من کندہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحضرمی یا رسول اللہ ان ھذا غلبنی علی ارض لی فقال الکندی ھی ارضی وفی یدی لیس لہ فیھا حق فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحضرمی الک بینۃ قال لا قال فلک یمینہ قال یا رسول اللہ ان الرجل فاجر لا یبالی علی ما حلف علیہ ولیس یتورع من شئ قال لیس لک منہ الا ذلک قال انطلق الرجل لیحلف لہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ادبر لئن ادبر علی مالہ لیاکلہ لیلقین اللہ وھو عنہ معرض۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرموت کا رہنے والا اور ایک کندہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضرمی نے کہا یا رسول اللہ یہ میری زمین چھین بیٹھا ہے۔ کندی نے کہا یہ تو میری زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے اس کا اس میں کیا حق۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ اب تو تیرے لئے اس سے قسم ہی لینا ہے۔ تو وہ بولا یا رسول اللہ یہ بدکار ہے نہیں پروا کرتا کہ اس نے کس چیز پر قسم کھائی اور کسی چیز سے نہیں بچتا۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے لئے اب اس کی طرف سے یہی ہے (اور ہے بھی کیا) حضرت وائل کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا قسم کھلانے اور جب واپس پھرا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے اس کے مال پر قسم کھالی کہ اس کا مال ہضم کر جائے تو بہ خدا

Marfat.com

تعالیٰ سے بروز قیامت ایسے ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیرے ہوگا۔ صحیحین میں بھی یہ حدیث کچھ ردوبدل سے ایسی ہی وارد ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں حضور اکرم کے الفاظ لیس لک منہ الا ذلک سے صاف آشکارا ہے کہ مدعیٰ علیہ کی قسم آخری بیان ہے۔ اور کارروائی دعویٰ کی آخری کڑی۔ اور مدعی کی طرف سے بینہ نہ ملنے پر اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اب اس سے زیادہ صاف اور کیا حجت چاہیے۔ پھر یوں بھی نحوی اصول سے حدیث کو جانچئے تو بھی صداقت مذہب حنفیت آشکارا ہے۔ کہ حدیث ابن عباس میں بینہ اور یمین ہر دو پر الف لام لائے ہیں اور یہاں کوئی خاص بینہ اور یمین تو مراد ہے نہیں تو گویا جنس بینہ اور جنس یمین مراد ہوگی اور جنس بینہ کے سارے افراد مدعی کے لئے مخصوص ہوں گے۔ اور یمین کے سارے افراد مدعیٰ علیہ کے لئے۔ لہٰذا بعض افراد یمین کو مدعی کے لئے حجت بنانا گویا حدیث کی صریح مخالفت کرنا ہے۔ یہ بحث کا ایک رخ تھا جو آپ کے سامنے آیا۔ دوسرے رخ میں صورت اختلاف یہ ہے کہ بروقت مطالبہ گواہاں اگر مدعی گواہ پیش کرنے سے قاصر ہو اور ایک ہی گواہ اس کو میسر آسکے۔ تو امام شافعی کے نزدیک اس سے قسم بھی لی جائے گی۔ اور ایک گواہ و قسم کی بنا پر اس کے حق میں فیصلہ دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مدعی کے لئے محض دو ہی صورتیں ہیں یا تو دو مرد گواہ لائے یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ اگر ان ہر دو صورتوں پر وہ قادر نہیں تو پھر مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہے۔ مدعی کو قسم سے کوئی واسطہ نہیں۔ شافعیہ کے مذہب کی حجت مسلم کی وہ حدیث ہے جو ابن عباس رضی سے بدیں الفاظ مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بیمین وشاھد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی کی طرف سے قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ دیا۔ احناف کے مذہب پر یہی احادیث مذکورہ بالا اصل دلائل ہیں۔ پھر قرآن کی آیت واستشھدوا شھیدین من رجالکم اس کی مزید پرزور موید ہے۔ احادیث بالا ناطق ہیں کہ مدعی کو کسی صورت میں قسم سے کوئی واسطہ نہیں گواہ پیش کر سکے یا نہیں۔ مدعیٰ علیہ کو گواہ پیش کرنے سے کوئی علاقہ خواہ قسم کھائے یا نہ کھائے۔ چنانچہ بخاری میں یہودی کے قصہ کے بیان میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے اس کے یہ کھلے اور صاف الفاظ ہیں شاھدک او یمینہ۔ کہ یا تو اے مدعی تیرے گواہ ہی بنائے فیصلہ ہیں یا پھر مدعیٰ علیہ کی قسم۔ گویا یہ امور ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ پھر مسلم و ترمذی کی حدیث بالا میں لیس لک الا ذلک اسی کی تائید ہے۔ پھر یہ وہ احادیث ہیں جن کو سب ہی احناف اور شافعیہ نے صحیح مانا ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ بخلاف حدیث قسم اور ایک گواہ کے کہ اس کو غریب مانا گیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے اس کو رد کیا ہے۔ پھر اس حدیث میں دو جگہ انقطاع مانا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک قیس کو اس کی سند میں سے عمرو بن دینار سے سماع نہیں۔ اور بعض کے نزدیک عمرو بن دینار کو ابن عباس سے سماع نہیں۔ چنانچہ دارقطنی عمرو اور ابن عباس رضی کے درمیان طاؤس کو لائے ہیں۔ پھر کہاں یہ حدیث اور کہاں احناف کی احادیث کہ بے خلش اور بے کھٹکے اپنے بھی ان کو مانیں اور پرائے بھی۔ لہٰذا حدیث کے میدان میں مذہب حنفی ہی کی صداقت کھلتی ہے۔ اب لیجئے آیت کریمہ جو خود اپنی جگہ دوسری حجتوں سے بے نیاز کر دینے والی حجت ہے کہ فرمایا واستشھدوا

Marfat.com

شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما فتذكر احداهما الاخرى - کہ دو گواہ بنالو اپنے مردوں میں سے پس اگر دو مرد میسر نہ آسکیں تو ایک مرد ہو اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تاکہ ان دونوں عورتوں سے کوئی ایک بھی بھول جائے - تو ان میں ایک دوسرے کو یاد دلا دے - لیجئے کون عقلمند اس کلام الٰہی میں سے ایک گواہ اور قسم کی صورت کھود کر نکالے گا - حالانکہ یہ گواہی کے بارہ میں پورا تفصیلی بیان ہے اس میں تو انہیں دو صورتوں کا مختار دیا گیا ہے کہ یا مدعی دو مرد گواہ لائے یا اگر دو مرد نہ لا سکے تو ایک مرد اور دو عورتیں لے آئے اس کے علاوہ نہ تیسری صورت کا اشارۃً ذکر ہے نہ کنایۃً - لہٰذا ایسی صورت کا جائز قرار دینا قرآن کا نسخ ہے اور اس میں صریح زیادتی - پھر یہ آیت کے سرسری معنی تھے اب ذرا الفاظ پر نظر غائر ڈالئے تو حقیقت سے پردہ اٹھ جائے گا - مثلاً اگر تیسری صورت کا ذرا سا بھی احتمال ہوتا - تو فان لم یکونا کی دوسری شق مسئلہ کو ناتمام چھوڑتی - بلکہ یوں عبارت کا اضافہ ہوتا فان لم یکونوا فرجل ویمین المدعی یعنی اور اگر ایک مرد اور دو عورتیں بھی دستیاب نہ ہو سکیں تو خیر پھر ایک مرد اور مدعی کی قسم ہو - مزید براں ہر دو صورتوں کو پیش فرمانے کے بعد آخر میں فرمایا ممن ترضون من الشهداء یعنی جن گواہوں کو تم پسند کرتے ہو حالانکہ ان کی اضافہ کی ہوئی تیسری صورت میں گواہ محض ایک ہے - کیونکہ مدعی تو بہر حال گواہ ہو ہی نہیں سکتا - بخاری میں نقل ہے کہ ابن شبرمہ کہتے ہیں کہ ابو الزناد سے قسم اور ایک شاہد کے مسئلہ پر میری ان کی گفتگو ہوئی - تو میں نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ جب ایک گواہ اور قسم سے کام چل جاتا ہے تو بمطابق فتذكر احداهما الاخرى ایک عورت کا دوسری کو یاد دلانے کی کیا ضرورت پیش آئی - غرض آیت کے ماتحت بھی مذہب احناف سراسر حق ہے اور قابل قبول - پھر یہ مقامات حقیقت میں عبرت کے قابل ہیں کہ امام صاحب ہر سہ ائمہ سے جدا ہو کر اپنے خیال و اپنی رائے میں جہاں تن تنہا ہوتے ہیں وہاں بھی ان کی رائے کا پلہ کس قدر وزنی اور بھاری ہوتا ہے اور حدیث و قرآن کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ وہ کس قدر اپنے پیش نظر رکھتے ہیں کہ پھر روایۃً و درایۃً ان کے خیال کو جنبش نہیں ہو سکتی ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ٭

۲۹۳ **ابو حنيفة عن حماد ان رجلاً حدثه ان الاشعث بن قيس اشترى من عبد الله بن مسعود رقيقاً فتقاضاه عبد الله فقال الاشعث ابتعت منك بعشرة آلاف وقال عبد الله بن مسعود بعت منك بعشرين الفاً - فقال اجعل بيني وبينك من شئت فقال الاشعث انت بيني و**

کسی شخص نے حماد سے بیان کیا کہ اشعث بن قیس نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے ایک غلام خریدا - ابن مسعود نے اس سے اس کے داموں کا تقاضا کیا - اس پر اشعث نے کہا کہ میں نے تم سے وہ دس ہزار درم میں خریدا ہے - حضرت عبد اللہ بن مسعود بولے (واہ) میں نے اس کو تیرے ہاتھ بیس ہزار درم میں بیچا ہے - حضرت ابن مسعود نے کہا (تو اچھا) تو میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم مقرر کر لے - (کہ اس

بَيْنَكَ۔

فقال عبد الله أخبرك بقضاء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

يقول اذا اختلف البيّعان فى الثمن ولم يكن لهما بينة والسّلعة قائمة فالقول مَا قال البائع او يترادان ۔

سے ہمارا جھگڑا چکا جائے) اشعث نے کہا۔ تو تم ہی میرے اور تمہارے درمیان حکم ہو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بولے کہ (اچھا تو) میں تجھ کو وہ فیصلہ سناتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صادر فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے۔ آپ فرما رہے تھے کہ جب بائع اور مشتری تعداد قیمت میں جھگڑ پڑیں اور ان دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں اور چیز فروخت شدہ بھی موجود ہو تو قول بائع کا معتبر ہوگا۔ یا لوٹا لیں وہ اس بیع کو ۔

ف: یہ حدیث کتب حدیث میں اسی طرح وارد ہے اور اپنے معنی و مطلب میں واضح ہے ۔

۴۹۷/۸

ابو حنيفة عن القاسم عن ابيه عن جده ان الاشعث بن قيس اشترى من ابن مسعود رقيقًا من رقيق الامارة فتقاضاه عبد الله فاختلفا فيه فقال الاشعث اشتريت منك بعشرة الاف درهم وقال عبد الله بعت منك بعشرين الفًا فقال عبد الله اجعل بينى و بينك رجلًا۔

فقال الاشعث فانى اجعلك بينى وبين نفسك۔

قال عبد الله فانى سا قضى بينى وبينك بقضاء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا اختلف البائعان فالقول مَا قال البائع فامّا ان يرضى المشترى به او يترادان البيعَ ۔

وفى رواية عن القاسم عن ابيه عن

قاسم کے دادا سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے خریدا ایک غلام جنس کے غلاموں میں سے۔ حضرت عبداللہ نے (جب) اس سے اس کی قیمت مانگی تو قیمت میں ہر دو کے درمیان جھگڑا پڑ گیا۔ اشعث نے کہا میں نے تم سے دس ہزار درہم میں خریدا ہے اور عبداللہ بولے میں نے تو دو لاکھ میں بیچا ہے۔ تو عبداللہ نے کہا کہ (اچھا تو) اور اپنے درمیان کسی کو حکم بنا لے۔ اشعث نے کہا کہ تو میں تجھ کو اور اپنے درمیان حکم بناتا ہوں۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اب میں تیرے درمیان فیصلہ کرتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب خریدار اور فروخت کنندہ (قیمت) آپس میں جھگڑ پڑیں۔ تو بائع کی بات مانی جائے گی۔ پس یا تو خریدار فروخت کنندہ کی بات پر راضی ہوئے۔ یا پھر وہ دونوں بیع کو واپس کر دیں ۔

ایک روایت میں قاسم کے دادا سے یوں روایت

Marfat.com

جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اختلف البائعان والسلعة قائمة فالقول قول البائع او يترادان زاد فی روایة البیع۔

وفی روایة اذا اختلفت المتبایعان فالقول قول البائع او یترادان۔

وفی روایة عن عبد الله ان الاشعث اشتری منه رقیقا فتقاضاه واختلفا۔

فقال عبد الله بعشرین الفا وقال الاشعث بعشرة الاف۔

فقال عبد الله سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا اختلف البائعان فالقول قول البائع او يترادان ۔

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بائع اور مشتری آپس میں جھگڑیں اور فروخت شدہ سامان بدستور موجود ہوں تو بائع کا قول معتبر ہوگا۔ یا وہ ہر دو بیع کو لوٹا لیں۔ ایک روایت میں یترادان کے ساتھ لفظ بیع بھی زائد ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب مختلف القول ہوں۔ بائع و مشتری تو قول بائع کا معتبر ہے یا وہ بیع کو پھیر لیں۔ اور ایک روایت میں حضرت عبد اللہ سے یوں مروی ہے کہ اشعث نے خریدا ان سے ایک غلام انہوں نے اس سے اس کی قیمت کا تقاضا کیا۔ اور پھر آپس میں ان کے اختلاف ہوگیا۔ عبد اللہ نے کہا بیس ہزار درم (میں میں نے اس کو بیچا ہے) اشعث نے کہا دس ہزار درم (میں میں نے اس کو خریدا ہے)۔ حضرت عبد اللہ بولے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جب بائع و مشتری تنازع کریں تو قول بائع کا معتبر ہوگا یا وہ دونوں بیع کو لوٹا لیں ۔

ف:۔ یہ پچھلی حدیث کی مختلف روایات سے تفصیل ہے ۔

۴۹۵ ح ۹

ابوحنیفة عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد الله عن النبی صلى الله عليه وسلم ان رجلين اختصما اليه فی ناقة وقد اقام كل واحد منهما انها نتجت عنده فقضى بها للذی فی يده ۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ایک اونٹنی کے بارہ میں جھگڑتے ہوئے اور ہر ایک نے ان میں سے گواہ پیش کئے کہ وہ اسی کے ہاں پیدا ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹنی اسی کو دلا دی جس کے قبضہ میں تھی ۔

ف:۔ گویا قبضہ کے باعث قابض ہی حقدار ٹھہرا ۔

۴۹۶ ح ۱۰

ابوحنیفة عن الهيثم عن رجل عن جابر بن عبد الله قال اختصم رجلان فی ناقة كل واحد منهما يقيم البينة انها ناقة منتجها

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ دو شخص ایک اونٹنی کے بارہ میں جھگڑ پڑے۔ ان میں سے ہر ایک نے گواہ پیش کئے کہ وہ اونٹنی اسی کے ہاں پیدا ہوئی ہے۔

Marfat.com

فقضى بها النبي صلى الله عليه وسلم للذي هي في يده ۔

وفي رواية ان رجلين اتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناقة فاقام هذا البينة انه نتجها واقام هذا البينة انه نتجها فجعلها رسول الله صلى الله عليه وسلم للذي هي في يده ۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی اس کو دلائی جس کے وہ قبضہ میں تھی ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ایک اونٹنی میں جھگڑتے ہوئے۔ ایک نے اس پر گواہ پیش کئے کہ یہ اونٹنی اس کے ہاں پیدا ہوئی ہے۔ دوسرا اس پر گواہ لایا کہ یہ اونٹنی اس کے ہاں پیدا ہوئی ہے۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی اس کو دلا دی جس کے وہ قبضہ میں تھی ۔

ف:۔ اس میں سابق حدیث کے مضمون کی تکرار ہے ۔

۲۲۶ كِتَابُ الْفِتَنِ

کتاب فتنوں کے بیان میں!

۲۱۷/۱

ابو حنيفة عن يحيى عن حميد عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سل السيف على امتي فان الجهنم سبعة ابواب بابٌ منها لمن سل السيف ۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے تلوار کھینچی میری امت پر تو جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ (خاص) اس کے لئے ہے جس نے میری امت پر تلوار کھینچی ۔

ف:۔ بخاری حضرت ابن عمرؓ سے مرفوع حدیث لائے ہیں من حمل علینا السلاح فلیس منا کہ جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ اس امر پر بہت سخت تہدید و دھمکی ہے۔ کہ مسلمان آپس میں لڑیں۔ ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار استعمال کریں اور ایک دوسرے کے بھائی کا خون بہائے۔ اور اپنی طاقت کو اپنے ہاتھوں مٹائے ۔

۲۱۸/۱۲

ابو حنيفة عن الحارث عن ابي الجلاس قال كنت ممن سمع من عبد الله السبائي كلاما عظيما فاتينا به عليا وانا ونحن نضرب عنقه في طريقه فوجدناه في الرحبة مستلقيا على ظهره واضعا

ابی الجلاس نے کہا کہ میں ان میں سے تھا جو نے سنی عبد اللہ بن سبائی سے ایک سخت بات تو ہم اس کو حضرت علی کے پاس کھینچ لائے راستہ میں اس کی گردن کو جھٹکا دیتے ہوئے ہم نے علی کو صحن مسجد میں چت لیٹے ہوئے پایا ہے

Marfat.com

احدی رجلیہ علی الاخریٰ فسألہ عن الکلام فتکلم بہ فقال اترویہ عن اللہ تعالیٰ اوعن کتابہ اوعن رسولہ فقال لا۔

قال فعما تروی۔

قال عن نفسی

قال اما انک لو رویت عن اللہ تبارک وتعالیٰ اوعن کتابہ اوعن رسولہ ضربت عنقک ولو رویتہ عنی اوجعتک عقوبۃ فکنت کاذبا ولکنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین یدی الساعۃ ثلثون کذابا وانت منھم۔

وفی روایۃ عن ابی الجلاس قال کنت فیمن سمع من عبد اللہ السبائی کلاما عظیما فاتینا بہ علیا رض فوجدناہ فی الرحبۃ مستلقیا ظھرہ واضعا احدی رجلیہ علی الاخریٰ فسألہ عن الکلام فتکلم۔

فقال اترویہ عن اللہ تبارک و تعالیٰ اوعن کتابہ اوعن رسولہ۔

قال لا۔

قال فعمن ترویہ۔

قال عن نفسی۔

قال اما انک لو رویت عن اللہ اوعن کتابہ اورسولہ ضربت عنقک ولو رویت عنی اوجعتک عقوبۃ فکنت کاذبا ولکنی سمعت

اس سے اس بات کے بارہ میں پوچھا اس نے اپنا کلام پھر دہرایا۔ آپ نے کہا تو اللہ سے روایت کرتا ہے (یعنی وحی سے تجھ کو ایسا پتہ چلا گویا تو نبی ہے)۔ یا اس کی کتاب سے یا اس کے رسول سے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا کہ پھر کس سے یہ نقل کرتا ہے اس نے کہا اپنے دل سے۔ آپ نے فرمایا اگر تو اس کی روایت ظاہر کرتا اللہ تبارک وتعالیٰ سے یا اس کی کتاب سے یا اس کے رسول سے تو میں (اس کی سزا میں) تیری گردن مارتا۔ اور اگر میری طرف اس کی نسبت کرتا تو میں تجھ کو دردناک سزا دیتا۔ پس تو ہوتا جھوٹا (یعنی مردود اشہادت) لیکن میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے کہ قیامت سے پہلے تیس جھوٹے ہوں گے اور تو انہیں میں سے ہے۔

اور ایک روایت میں ابی الجلاس سے یوں نقل ہے کہ اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے سنا عبد اللہ سبائی سے بڑا بول تو ہم اس کو حضرت علی کے پاس پکڑ کر لائے اور ہم نے ان کو صحن مسجد میں چت لیٹے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے اس بات کے بارہ میں پوچھا۔ تو وہ وہی بات بولا۔ آپ نے فرمایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتا ہے (یعنی وحی سے تجھ کو اس کا پتہ چلا)۔ یا اس کی کتاب سے (یعنی قرآن پر زیادتی کرتا ہے) یا اس کے رسول سے (یعنی آنحضرت پر اتہام لگاتا ہے) اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا کہ پھر کس سے اس بات کو نقل کرتا ہے۔ اس نے کہا اپنے دل سے۔ آپ نے فرمایا اگر تو روایت کرنے کا دعوی کرتا اللہ سے یا اس کی کتاب سے یا اس کے رسول سے تو میں تیری گردن اڑاتا۔ اور اگر تو اس بات کی میری طرف نسبت کرتا۔ تو میں تجھ کو دردناک سزا دیتا اور تو جھوٹا ہوتا۔ (گویا ناقابل

Marfat.com

رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول بين يدى الساعة ثلثون كذابا فانت منهم ؛

شہادت ٹھیرتا) لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت سے پہلے تیس جھوٹے ہوں گے۔ اور تو ان میں سے ہے ؛

ف: زیادہ تر حدیثوں میں جھوٹوں کی تعداد تیس تک آئی ہے۔ ترمذی میں حضرت ابی ہریرہ سے بذیل مضمون روایت ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ جھوٹے دجال اٹھیں گے جو قریب تیس کے ہوں گے۔ ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ رسول اللہ ہے۔ حضرت ثوبان کی روایت میں پوری تیس ہی کی تعداد آئی ہے۔ بعض روایات میں مثلاً امام احمد کی روایت میں ستائیس کی تعداد بھی مذکور ہے۔ طبرانی کی روایت میں ستر کی تعداد بھی آئی ہے۔ اس سے محض کثرت مراد ہے نہ خاص تعداد ؛

۴۶۹/۳

ابوحنيفة عن عبد الرحمن عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ياتى على الناس زمان يختلفون الى القبور فيضعون بطونهم عليه ويقولون وددنا لوكنا حاجب هذا القبر قيل يارسول الله وكيف يكون قال لشدة الزمان وكثرة البلايا والفتن ؛

حضرت ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قبروں پر بکثرت آتے جائیں گے اور ان پر اپنا پیٹ رکھیں گے اور کہیں گے کہ ہم کو ارمان ہے کہ ہم اس صاحب قبر کی جگہ ہوتے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایسا کیوں ہوگا آپ نے فرمایا زمانہ کی سختی اور بلاؤں اور فتنوں کی کثرت کے سبب ؛

ف: ابن ماجہ میں حضرت ابی ہریرہ سے مرفوع روایت بدیں مضمون وارد ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر پر گذرے گا اور اس پر لوٹے گا اور کہے گا کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا۔ اور دین پورا آزمائش سے بھرا ہوگا۔ خدا کی پناہ یہ ایسا صبر آزما زمانہ ہوگا۔ اور ایسی جانچ و آزمائش کا دور ہوگا کہ انسان خود اپنے منہ سے اپنی موت طلب کرے گا مُردوں پر رشک کرے گا۔ اور یوں اپنی موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دے گا۔ گو دنیا کی الفت و محبت ہر شخص کی طبیعت و سرشت میں پیوست ہے اور کسی وقت بھی اور کسی قیمت پر بھی انسان دنیا کو ہاتھ سے چھوڑنا گوارا نہیں کرتا۔ مگر یہ اسی حد تک کہ دنیوی زندگی آسائشوں مسرتوں اور دلبستگیوں سے پر ہو۔ اور پوری زندگی اس کے لئے گہوارہ راحت بنی ہو ورنہ اگر یہ ہی دنیا بجائے راحت کدہ کے مصیبت کدہ ہو آزار و آلام کا گھر ہو کلی اور بے چینی کا مسکن ہو تو انسان کو موت زندگی سے بدرجہا خوشتر رکھتی ہے اور بجائے زندگی کے موت میں راحت نظر آتی ہے ؛

۲۲۷ کتاب التفسیر! کتاب تفسیر قرآن میں!

حماد عن ابيه عن ابى فروة عن عطاء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و جل کے قول

بن السائب عن ابی الضحیٰ عن ابن عباسؓ فی قولہ عزوجل الٓمٓ قال انا اللہ واللہ اعلم وادی ۔

الٓمٓ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَنَا اَللّٰہُ (میں اللہ ہوں) واللہ اَعْلَمُ وادی (اور اللہ اعلم ہے اور دیکھنے والا) ۔

ف: یعنی الٓمٓ مخفف ہے اَنَا اَللّٰہُ اور اللہُ اَعْلَمُ کا۔ تفسیر روح المنیر میں ابن عباس سے یوں روایت ہے کہ الٓمٓ کے معنی انا اللہ اعلم کے ہیں کہ میں اللہ ہوں اور جانتا ہوں اور الٓرٰ کے معنی اَنَا اللّٰہُ اَرٰی کے کہ میں اللہ ہوں اور دیکھتا ہوں اور الٓمٓرٰ کے معنی انا اللہ اعلم وادیٰ کے کہ میں اللہ ہوں اور جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں گویا ہر سہ جگہ ہمزہ سے (انا) کی طرف اشارہ ہوا۔ لام سے (اللہ) کی طرف۔ میم سے (اعلم) کی جانب۔ اور را سے (ادی) کی جانب ۔

لہٰذا اس روایت کے پیش نظر الٓمٓ کی تفسیر میں لفظ ادیٰ کی زیادتی مسند میں بے موقع و بے محل نظر آتی ہے یہ غالباً قلم کاتب کی لغزش ہوگی کہ اعلم کے ساتھ ساتھ ادیٰ بھی لکھ مارا۔ یا پھر ممکن ہے یہ ہو کہ لفظ الٓمٓ کے لکھنے میں یا اس کی کشش میں کوتاہی برتی ہو اور بجائے الٓمٓرٰ کے الٓمٓ لکھ دیا ہو۔ تو اس صورت میں لفظ ادیٰ اپنی جگہ ٹھیک بیٹھے گا ۔

حروف مقطعات کے بارہ میں علماء کے مختلف اقوال وارد ہیں کہ ان کے معانی کیا ہیں اور یہ کہ یہ کن اسرار کی طرف مشیر ہیں جمہور علماء کا اور خصوصاً خلفاء اربعہ کا یہی مسلک ہے کہ ہم محض ان کے ظاہر پر ایمان رکھتے ہیں ان کے معانی و مراد سے اللہ ہی زیادہ واقف ہے اور وہ ہی خوب جانتا ہے ۔

۵۱۲ حماد عن ابیہ عن سلمۃ بن نبیط قال کنت عند الضحاک ابن مزاحم فیسألہ رجل عن ھذہ الآیۃ انا نراک من المحسنین ما کان احسانہ

قال کان اذا رأی رجلاً مضیقاً علیہ وسّع علیہ واذا رأی مریضاً قام علیہ واذا رأی محتاجاً سأل لقضاء حاجتہ ۔

سلمہ بن نبیط کہتے ہیں کہ میں ضحاک ابن مزاحم کے پاس تھا کہ ان سے ایک شخص نے انا نراک من المحسنین (کہ آپ ہم کو نیک و محسن آدمی معلوم ہوتے ہیں) کے بارہ میں پوچھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا احسان کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ کسی تنگدست کو دیکھتے تو اس کی مالی مدد فرماتے جب کسی بیمار کو دیکھتے تو اس کی تیمارداری کے لئے کمربستہ ہو جاتے اور جب کسی حاجتمند کو دیکھتے تو اس کی حاجت کو پوچھتے کہ اس کی حاجت روائی کریں ۔

ف: حقیقت میں یہ ہر سہ امور نیکی کی بڑی چیزیں ہیں کہ تنگدستی محتاجگی اور ناداری کے ایام انسانی زندگی میں نہایت تاریک اور مصیبت بھرے شمار ہوتے ہیں۔ ایسے دکھ اور تکلیف کی گھڑیوں میں جو اللہ کا بندہ مدد و معاونت کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ وہ فرشتہ رحمت معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح جو انسان کسی بیماری میں مبتلا ہو اور کسی جسمانی دکھ کا شکار ہو تو اس کے کرب و بے چینی کا کیا ٹھکانہ۔ اور اس کی بے کلی اور بے آرامی کا کیا اندازہ۔ پھر ایسی تکلیف کی گھڑیوں میں جو اللہ کا بندہ اس کی تیمارداری اور دیکھ بھال کے لئے کمربستہ ہوتا ہے۔ اس کی

راحت جسمانی کے اسباب مہیا کرتا ہے وہ انسانیت وشرافت نیکی وبزرگی کی بلند ترین مثال پیش کرتا ہے۔ یا اور کسی معاملہ میں کسی حاجتمند کی حاجت روائی۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا تقوی دینکی کا بلند ترین درجہ ہے۔ جو اللہ کے خاص خاص بندوں کو نصیب ہوتا ہے ؛

۵۰۲ ح ۳

حماد عن ابیه عن عطیة عن ابی سعید عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله تعالیٰ۔ ثم قرأ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِلْمُتَوَسِّمِیْنَ ۔ المتفرسین ؛

حضرت ابی سعید روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرو مومن کی فراست سے۔ کیونکہ وہ دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے نور سے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان فی ذلک لآیات للمتوسمین کہ البتہ اس میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کے لئے گویا متوسمین سے متفرسین مراد لیا ؛

ف: اللہ کے نور سے دیکھنے کے ہر دو معنی ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ مومن ایمان کی بدولت ومجاہدہ وریاضت کے طفیل سے درجہ ولایت کو پہنچتا ہے اور کرامت کے طور پر بعض بعض واقعات وحالات اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحیح دلائل کی روشنی میں اور تجربوں کے ماتحت اس کو ہر چیز کے بارہ میں صحیح علم بخشتے ہیں۔ اور عاقبت اندیشی اور دور اندیشی اس میں بلند درجہ کی پیدا ہو جاتی ہے اور زندگی میں ہر باب میں وہ اپنے لئے صحیح تر راستہ دریافت کر لیتا ہے ؛

۵۰۳ ح ۴

حماد عن ابیه عن عبد الملك عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالیٰ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ قال لا اله الا الله ؛

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فوربك لنسئلنهم اجمعین عما کانوا یعملون پس قسم ہے تمہارے رب کی البتہ ہم سوال کریں گے ان سب سے اس چیز سے کہ تھے عمل کرتے لا الہ الا اللہ (یعنی اس سے یہ کلمہ شہادت مراد ہے) ؛

ف: یہاں سوال کا ایجاب ہے اور اثبات کہ روز قیامت بندوں سے سوال ہوگا۔ اور سورہ رحمٰن میں اس سے انکار ہے اور نفی کی فرمایا فیومئذ لا یسئل عن ذنبه انس ولا جان کہ اس دن انس و جن سے اس کے گناہ کے بارہ میں نہ پوچھا جائے گا۔ اس الجھن کا سلجھاؤ یہ ہے کہ آیت زیر بحث میں سوال سے مراد سوال تنبیہ ڈانٹ اور زجر و توبیخ ہے اور آیت رحمٰن میں اس سوال سے انکار ہے جس کے ذریعہ معلومات حاصل کی جائیں اور ناواقفیت دور کی جائے۔ تو ایسا سوال نعوذ باللہ۔ اللہ عز اسمہ کی طرف سے کیسے ہونے لگا ؛

۵۰۴ ح ۵

حماد عن ابیه عن زیاد عن سعید

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول

Marfat.com

بن جبیر عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجبرئیل ع ما لك تزورنا اکثر مما تزورنا قال فانزلت بعد لیال وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے کہ آپ ہماری ملاقات کے لئے زیادہ کیوں نہیں آتے (گویا موجودہ حالت سے زیادہ ملاقات کا موقع کیوں نہیں دیتے) تو اس کے چند روز ہی بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ وما نتنزل الا بامر ربك له ما بین ایدینا وما خلفنا کہ ہم نہیں اترتے مگر تمہارے رب کے حکم سے اسی کے لئے ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے ۔

ف: بخاری میں بھی حضرت ابن عباس سے ایسی ہی روایت ہے۔ ابن ابی حاتم کے نزدیک یہ آیت اس وقت اتری کہ وحی کا سلسلہ چالیس روز تک بند رہ چکا تھا۔ اور آنحضرت کو ملاقات کا اشتیاق شدید تھا۔

۵۰۵ ابو حنیفة عن سماك عن ابی صالح عن ام هانئ قال قلت لرسول الله صلی الله علیه وسلم ما کان المنکر الذی کانوا یأتون فی نادیهم قال کانوا یخذفون الناس بالنواة والحصاة ویسخرون من اهل الطریق ۔

حضرت ام ہانی کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا بری بات تھی جو (قوم لوط ع) اپنی مجلسوں میں کیا کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگوں پر گٹھلیاں اور کنکریاں پھینکا کرتے اور راہ گیروں سے مسخری کرتے تھے ۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول وتاتون فی نادیکم المنکر میں لفظ "منکر" کی تفسیر حضرت ام ہانی نے آنحضرت سے دریافت کی۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ وہ اپنی مجلسوں میں گوز خارج کیا کرتے تھے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ وہ اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کے ساتھ جماع کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام سے یوں مروی ہے کہ ایک دوسرے پر تھوکا کرتے تھے۔ غرض ان کی مجلسیں اس قسم کی لغویتوں اور فحش باتوں کا اڈا ہوتی تھیں۔ اور جب آپس میں مل بیٹھتے تو جامہ انسانیت اتار دیتے اور نرے حیوان اور چوپائے بن جاتے ۔

۵۰۶ ابو حنیفة عن عطیة عن ابن عمر رض انه قرأ علی النبی صلی الله علیه وسلم اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً فرد علیه وقال قل من ضُعْفٍ ۔

حضرت ابن عمر رض کے بارہ میں مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشیبة پڑھی تو آپ نے ان کو ٹوکا اور فرمایا کہ لفظ ضعف کو ضاد کے پیش کے ساتھ پڑھو ۔

ف: یعنی حضرت ابن عمر رض نے ضعف کو ضاد کے زبر کے ساتھ پڑھا تو آپ نے ٹوکا اور فرمایا کہ اس کو ضاد کے پیش کے ساتھ پڑھو کیونکہ قریش کے لغت میں یہ لفظ یوں ہی ہے۔ اور پڑھنے والے بھی

Marfat.com

چونکہ قریش سے تھے۔ اس لئے تو کتاہی مناسب تھا۔ یا آنجناب کو یہ قبیح تر معلوم ہوا ہو اور یوں لقمہ دیا ہو۔ بخاری میں ہے کہ لفظ ضعف میں ہر دو لغات ہیں۔ ارشاد ساری میں ہے کہ ضعف زبر کے ساتھ عاصم اور حمزہ کی قراءت ہے اور تمیم کا لغت۔ اور پیش کے ساتھ قریش کا لغت۔ بعض نے کہا ہے کہ ضعف کو فتاد کے پیش کے ساتھ جب پڑھیں تو بدنی کمزوری کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور جب زبر کے ساتھ پڑھیں تو عقل کی کمزوری کی طرف ؛

۵۰۷/۸

ابوحنیفة عن الهیثم عن الشعبی عن مسروق عن عبد الله قال قد مضی الدخان والبطشة علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ؛

حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آیت قرآن پاک فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین (کہ آپ منتظر رہئے اس دن کے لئے کہ لاوے گا آسمان ظاہر ظہور دھواں) میں دخان (دھواں) اور آیت یوم نبطش البطشة الکبری (جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے) میں بطشہ (پکڑ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گذر چکی ؛

ف :- دخان اور بطشہ کے بارہ میں دو شعبہ ہائے خیال ہیں ایک کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے ہے کہ ان کے نزدیک یہ ہر دو عذاب عہد نبوی میں گذر چکے جس کی تائید حدیث ذیل کرتی ہے۔ بخاری میں پورا واقعہ مذکور ہے کہ آنحضرت نے قریش کی پے در پے نافرمانیوں کے باعث ان کے حق میں بددعا فرمائی۔ تو اللہ تعالے نے ان پر سخت قحط ڈالا۔ یہاں تک کہ بہت سے مر گئے۔ اور لوگوں نے ہڈیاں اور مردار تک کھائیں۔ اور مارے ضعف و نقاہت کے ہر ایک کو آسمان کی طرف دھواں دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اسی حالت کی ترجمانی آیت یوم تاتی السماء کرتی ہے۔ پھر حضرت عبداللہ اپنے خیال کو اس کے بعد کی آیت انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون (کہ ہم چند سے اس عذاب کو ہٹا دیں گے۔ تم پھر اپنی حالت پر آجاؤ گے) سے پختہ کرتے ہیں کہ اگر یہ عذاب آخرت میں آنے والا ہوتا تو آخرت کا عذاب کب ٹلے گا۔ اور وہ کب اپنی حالت پر لوٹیں گے۔ چنانچہ ایک جماعت حضرت عبداللہ ہی کے ساتھ متفق القول ہے۔ مثلاً مجاہد۔ ابی العالیہ۔ ابراہیم نخعی۔ ضحاک۔ عطیہ العوفی۔ وغیرہ۔ ابن جریر نے بھی اسی خیال کو پسند کیا ہے۔ اور ملا علی قاری نے بھی اپنی مسند کی شرح میں اسی مذہب کو ترجیح دی ہے۔

دوسرے خیال کی نسبت حضرت ابن عباس رض کی طرف ہے۔ اور ان سے اس کی روایت ہے کہ یہ عذاب بروز قیامت رونما ہوں گے۔ ابن کثیر اسی خیال کی طرف جھکے ہیں۔ اور ان کے مذہب پر مفسرین سے بھی طبل لائی جاتی ہے۔ کہ فرمایا ظاہر ظہور دھواں ہوگا۔ حالانکہ حضرت عبداللہ کی روایت محض وہ ایک خیالی اور ذہنی چیز ہے۔ پھر یغشی الناس سے بھی حجت لائی جاتی ہے کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عذاب سب کافروں کو عام ہوگا نہ صرف مشرکین مکہ کو۔ مگر آیت کا سیاق و سباق [illegible]

عبداللہ علی کے مذہب کی بچنہ حجت پیش کرتا ہے۔ اس لئے وہی حق معلوم ہوتا ہے۔

ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولادکم من کسبکم وھبۃ اللہ لکم یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ تمہاری اولاد تمہاری کمائی ہے اور تمہارے لئے اللہ کی بخشش جس کو چاہتا ہے لڑکی بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے عطا فرماتا ہے۔

ف: حاکم بھی بعینہ یہ حدیث لائے ہیں جو حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ بیہقی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۵۰۹/۱۰ **ابو حنیفۃ** عن مکی بن ابراھیم عن ابی لھیعۃ عن ابی قبیل قال سمعت اباعبدالرحمن المزنی یقول سمعت ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما احب ان لی الدنیا بما فیھا بھذہ الایۃ۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ فقال رجل ومن اشرک فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ومن اشرک فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ومن اشرک فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال الا ومن اشرک

حضرت ثوبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد شدہ غلام کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں پسند نہیں کرتا پوری دنیا دما فیہا کو اس آیت کے بدلے اور وہ یہ ہے (ترجمہ آیت) فرما دیجئے آپ کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی مت مایوس ہو اللہ کی رحمت سے البتہ اللہ تعالے سب گناہ بخش دے گا۔ اس پر ایک شخص بولا۔ اور جس نے شرک کیا (یا رسول اللہ اس کا کیا حکم ہے) آپ خاموش رہے پھر اس نے کہا اور جس نے شرک کیا پھر آپ ساکت رہے۔ پھر تیسری بار اس نے کہا اور جس نے شرک کیا آپ چپ رہے۔ پھر آپ نے فرمایا خبردار ہو جس نے شرک کیا۔ (اس کو بھی بخش دے گا)۔

ف: بعض نسخوں میں الا کے بعد واو ہے جس طرح نسخہ میں موجود ہے اور بعض میں نہیں۔ قاری نے نسخہ پر شرح لکھی ہے اس میں واو نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہاں الا تنبیہ کے لئے ہو اور یہ واو سے ساقط ہو گیا ہو۔ اور معنی یہ ہی ہوں کہ خبردار ہو جس نے شرک کیا وہ بھی بخشا جائے گا۔ یعنی جب وہ توبہ سے تائب ہو کر مشرف باسلام ہو گا تو اس کے شرک کے سارے گناہ یک قلم مٹا دئے جائیں گے اور یوں اس کی بخشش ہو گی۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ الا استثناء کے لئے ہو تو پھر تو معنی اس کے بالکل ظاہر ہیں۔ مگر اکثر نسخوں میں واو ہے۔ چنانچہ امام احمد کی روایت میں بھی واو مذکور ہے۔ اور یہ معنی وہ ہی ہوں گے جو بیان ہوئے۔

۵۱۰/۱۱ **ابو حنیفۃ** عن محمد بن السائب الکلبی حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے

Marfat.com

عن ابی صالح عن ابن عباس ان وحشیًا لما قتل حمزة مکث زمانا ثم وقع فی قلبه الاسلام فارسل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قد وقع فی قلبه الاسلام وقد سمعتك تقول عن الله تعالیٰ۔

والذین لا یدعون مع الله الٰهًا اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرّم الله الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذٰلك یلق اثامًا یضاعف له العذاب یوم القیٰمة ویخلد فیه مهانًا۔

فانی قد فعلتهن جمیعًا فهل لی رخصة۔

قال فنزل جبرئیل فقال یا محمد قل له۔

الا من تاب وامن وعمل عملا صالحًا فاولٰئك یبدل الله سیاٰتهم حسنٰت وکان الله غفورًا رحیمًا۔

قال فارسل رسول الله صلی الله علیه وسلم بهذه فلما قرأت علیه قال وحشی ان فی هذه الاٰیة شروطًا واخشی ان لا اتی بها ولا احقق ان اعمل عملا صالحًا ام لا فهل عندك شیء الین من هذا یا محمد؟۔

قال فنزل جبرئیل بهذه الاٰیة ان الله لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذٰلك لمن

وحشی بن حرب نے حضرت امیر حمزہ رضؓ کو شہید کیا۔ تو اس کے بعد ایک زمانہ تک کفر پر رہا۔ پھر اس کے دل میں خیال اسلام کا آیا تو ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پیغام لے کر بھیجا کہ میرے دل میں اسلام کی محبت گھر کر گئی ہے اور میں نے سنا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو نقل کرتے ہیں (ترجمہ آیت) اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق پر۔ اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا۔ دن قیامت کے اس کا عذاب بڑھایا جائے گا۔ اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیش ذلیل و خوار رہے گا۔ (پھر وحشی کہتا ہے) اور میں نے یہ سب کچھ کیا ہے تو کیا میرے لئے کوئی چھٹکارے کی شکل ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت جبرئیلؑ اترے اور انہوں نے کہا اے محمد اس سے کہئے (ترجمہ آیت) مگر جو (شرک سے) توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی (گذشتہ) بدیوں کو (بدلہ) نیکیوں سے بدل ڈالے گا اور اللہ غفور رحیم ہے راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وحشی کے پاس بھیجدی۔ جب یہ آیت وحشی کے پاس پڑھی گئی تو اس نے کہا کہ اس آیت میں چند شرطیں ہیں جن کے بارہ میں مجھے خوف ہے کہ میں ان کو انجام نہ دے سکوں گا اور میں یہ یقین نہیں جان سکتا کہ میں نیک عمل کر سکوں گا یا نہیں۔ تو اے محمد آپ کے پاس اس سے بھی کوئی آسان تر چیز ہے راوی نے کہا کہ پھر جبرئیل یہ آیت لے کر اترے (ترجمہ آیت) بیشک اللہ اس کو نہیں بخشے

يَشَاءُ۔

قال فكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية وبعث الى وحشي۔ قال فلما قرأت له قال انه يقول ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء وانا لا ادري لعلي ان لا اكون في مشيته ان شاء في المغفرة ولو كانت الآية ويغفر ما دون ذلك ولم يقل لمن شاء كان ذلك فهل عندك شيء اوسع من ذلك يا محمد فنزل جبرئيل بهذه الآية قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم قال فكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم وبعث بها الى وحشي فلما قرأت عليه قال اما هذه الآية فنعم ثم اسلم فارسل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني قد اسلمت فاذن لي في لقائك فارسل اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ولعني وجهك فاني لا استطيع ان املأ عيني من قاتل حمزة عمي قال فسكت وحشي حتى كتب مسيلمة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من مسيلمة رسول الله الى محمد رسول الله اما بعد فقد اشركت في الارض فلي نصف الارض ولقريش نصفها غير ان قريشا قوم يعتدون قال فقدم بكتابه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان فلما قرئ

گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ (یہ آیت سن کر بھی وحشی نے کہا) اور میں نہیں جانتا شاید میں نہ ہوں اللہ کی مشیت میں۔ اگر وہ مغفرت چاہے۔ اگر آیت یوں ہوتی ویغفر ما دون ذلك کہ بخش دے گا اس کے علاوہ گناہوں کو اور لمن یشاء کا اضافہ اللہ تعالیٰ نہ کرتا تو بات ٹھیک تھی اور قابل قبول تو اے محمد آپ کے پاس اس سے بھی کشادہ تر کوئی حکم الٰہی ہے تو حضرت جبریلؑ یہ آیت لے کر آئے قل یا عبادی الذین الخ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہ آیت بھی لکھ کر وحشی کے پاس بھیجدی جب یہ آیت اس کے سامنے پڑھی گئی تو کہنے لگا البتہ یہ آیت ٹھیک موافق مطلب ہے پھر اسلام لے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو یہ پیغام لے کر بھیجا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام لے آیا ہوں تو مجھ کو اپنی ملاقات کی اجازت بخشئے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ کہلوا دیا کہ مجھے اپنا منہ مت دکھا۔ میں اس کی تاب نہیں لا سکتا کہ میرے پیارے چچا حمزہ کے قاتل کو آنکھ بھر کر دیکھ لوں۔ چنانچہ وحشی نے خاموشی اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ مسیلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مضمون کا خط لکھ کر بھیجا کہ مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ اما بعد پس البتہ میں نے شریک کیا زمین میں آدھی زمین میرے لئے ہے اور آدھی قریش کے لئے۔ مگر قریش ایسی قوم ہے کہ دھاندلی کرتی ہے (سب بانا چاہتی ہے) اور اس کے اس خط کو دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے جب اس کا خط آنجناب

علیٰ رسول الله صلے الله علیه وسلم الکتابُ قال للرسولین لولا انکما رسولان لقتلتکما ثم دعا بعلی بن ابی طالب فقال اکتب بسم الله الرحمٰن الرحیم من محمد رسول الله الیٰ مسیلمة الکذاب السّلام علیٰ من اتبع الهدیٰ امّا بعدُ فان الارض لله یورثها من یشآء من عبادہٖ والعاقبة للمتقین وصلی الله علیٰ سیّدنا محمّد۔

قال فلمّا بلغ وحشیًا ما کتب مسیلمة الیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم اخرج للدراع فصقله وهمّ بقتل مُسَیلمة فلم یزل علےٰ عزمہ ذالک حتّٰی قتله یوم الیمامة ۔

کے روبرو پڑھا گیا۔ آپ نے ہر دو قاصدوں سے فرمایا اگر تم قاصدوں کی حیثیت سے نہ آئے ہوتے۔ تو میں تم دونوں کو قتل کرا دیتا۔ پھر آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو بلایا اور ان سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف۔ سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا پیرو ہو۔ اما بعد۔ پس البتہ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو اس کا وارث بناتا ہے۔ اور عاقبت (کی بہتری) پرہیزگاروں کے لئے ہے اور رحمت بھیجے اللہ ہمارے سردار محمدؐ پر۔ راوی نے کہا کہ جب وحشی کو خبر ملی۔ اس تحریر کی جو مسیلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھی تھی تو اس نے اپنے حربہ کو نکالا اس کو تیز کیا اور مسیلمہ کے قتل کا ارادہ ٹھان لیا۔ اور اسی ارادہ میں رہا۔ یہاں تک کہ یمامہ کے دن اس کو قتل کر ڈالا ۔

ف: ارشاد ساری میں بھی ہے اور تفسیر سراج منیر میں بھی کہ جب وحشی کا یہ واقعہ پیش آیا تو لوگوں نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ یہ حکم محض وحشی کے لئے مخصوص ہے یا سب کے لئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ حکم سب مسلمانوں کو شامل ہے حقیقت میں یہ عبرت کا مقام ہے کہ اسلام کا دامن رحمت و شفقت کس قدر وسیع ہے کہ جب خلوص دل سے انسان اسلام قبول کرے تو سارے گناہ پاک صاف ہو جاتے ہیں خواہ چھوٹے گناہ ہوں خواہ بڑے۔ چنانچہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً کا کھلا پیام خوشخبری سنایا گیا۔ اور ایمان لانے والے کافر اور مومنین کا دل شاد کیا گیا۔ مگر بالاجماع مغفرت گناہ کے لئے مشیت شرط ہے۔ مشیت لاحق ہونے کے بعد مومن کے گناہ بلا توبہ معاف ہو جاتے ہیں ۔

ابوحنیفہ عن سلمة عن ابی الزعراء من اصحاب ابن مسعود قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لیخرجن بشفاعتی من اهل الایمان من النار حتی لا یبقی فیها احد الا اهل هذه الآیة ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلّین ولم نک نطعم المسکین وکنّا

۵۱۱/۱۲

حضرت ابن مسعود رضی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت سے اہل ایمان دوزخ سے نکلیں گے یہاں تک کہ اس میں کوئی نہیں رہے گا۔ سوائے اس آیت کے مخاطبین کے (ترجمہ آیت) کونسی چیز تم کو دوزخ میں کھینچ لائی وہ کہیں گے کہ ہم نہ نمازی تھے نہ مسکین کو کھانا کھلاتے تھے اور بحث کرنے والوں کے ساتھ

Marfat.com

نخوض مع الخائضين وكنا نكذب بيوم الدين حتى اتانا اليقين فما تنفعهم شفاعة الشافعين

بحث میں لگے رہتے تھے اور جھٹلاتے تھے دن قیامت کو یہاں تک کہ ہم کو موت نے آگھیرا پس نہیں نفع دے گی ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت

وفي رواية عن ابن مسعود قال يعذب الله تعالى اقواما من اهل الايمان ثم يخرجهم بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم حتى لا يبقى الا من ذكر الله سبحانه وتعالى ما سلككم في سقر قالوا لم نك من المصلين ولم نك نطعم المسكين وكنا نخوض مع الخائضين الى الشافعين ؛

اور ایک روایت میں حضرت ابن مسعودؓ سے یوں روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ عذاب دے گا اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے بہت سی قوموں کو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے ان کو دوزخ سے نکالے گا۔ یہاں تک کہ نہیں رہیں گے اس میں مگر وہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کیا ہے ماسلککم فی سقر۔ الشافعین تک ؛

ف:- یہ حدیث عقیدہ اہل سنت والجماعت کو واضح کرتی ہے اور ساتھ ساتھ حضرت امام اعظمؒ کی ذات کو بھی بے اصل و بے بنیاد الزامات و اتہامات سے بری کرتی ہے اور منزہ۔ بعض نے ان کو معتزلی ہونے کے اتہام سے متہم کیا ہے۔ اور بعض نے مرجیہ ہونے کا الزام ان پر لگایا ہے حالانکہ یہ حدیث معتزلہ اور مرجیہ ہر دو کے عقائد باطلہ کی جڑ کاٹ ڈالتی ہے۔ معتزلہ اس خیال کے پیرو ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ جنت کی ان کو ہوا تک نہیں لگے گی اور مرجیہ ان کی ضد ہیں۔ وہ اس خیال کے حامی ہیں کہ جنہوں نے صرف کلمہ پڑھ لیا انہوں نے گویا دوزخ سے بالکل برئت کا پٹہ لکھوا لیا یہ محض جنتی ہیں۔ دوزخ سے نہ کوئی ان کو واسطہ نہ علاقہ۔ اس حدیث سے صاف آشکارا ہے۔ کہ امت مسلمہ کے فاسق و فاجر دوزخ کا عذاب بھگتیں گے پھر آنحضرت کی سفارش سے ایک ایک کر کے دوزخ سے نکلیں گے۔ یہاں تک کہ اس میں چھٹے کافر و مشرک ہی رہ جائیں گے۔ جن کا ذکر آیت کریمہ محولہ بالا میں ہے ؛

۵۱۲ ح ۱۳

حماد عن ابيه عن سلمة بن كهيل عن ابن مسعود قال لا يبقى في النار الا من ذكره الله في هذه الآية ما سلككم في سقر۔ الى الشافعين ؛

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نہیں باقی رہے گا دوزخ میں کوئی۔ مگر وہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے ماسلککم فی سقر۔ الشافعین تک ؛

ف:- یہ پچھلی حدیث کا اختصار ہے ؛

۵۱۳ ح ۱۴

حماد عن ابيه عن عاصم عن ابي صالح قال الحقب ثمانون سنة منها ستة ايام عدد ايام الدنيا ؛

ابی صالح سے مروی ہے کہ (آیت لابثین فیہا احقابا۔ کہ رہیں گے اس میں قرنوں) حقب سے سال سے عبارت ہے جس کے چھ دن تمام دنیا کے برابر ہیں ؛

Marfat.com

ف: ملا علی قاری اس کی شرح میں کہتے ہیں کہ یا تو ان چھ ایام سے خلق آسمان و زمین کے دن مراد ہوں کہ وہ بھی بروئے آیت کریمہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام چھ ہی دن ہیں یا پوری عمر دنیا کے چھ دن کی طرف اشارہ ہو کیونکہ پوری عمر دنیا کی بروئے روایات سات دن کی مانی گئی ہے۔ ہر دن ایک ہزار برس کا اور یوں وارد ہے کہ سب سے آخر میں وہ نافرمان مسلمان جو دوزخ میں سے نکالا جائے گا۔ وہ ساتویں ہزار برس کے بعد نکالا جائے گا۔ گویا وہ عمر دنیا کے برابر سزا کاٹ چکے گا۔ اور اس کا بھی حساب لگایا ہے کہ یہ ہماری امت کے جو ہزار سال ختم ہوئے ہیں یہ گویا عمر دنیا کا ساتواں دن تھا تو اس حساب سے ساتویں دن پر کچھ کسر آنی پڑے گی جس کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ غالباً پانچسو سے زیادہ کسر نہیں پڑے گی۔ مگر یہ حساب کتاب اخبار ظنیہ کی رو سے ہے۔ جس پر جزم و یقین نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اللہ ہی کے علم میں ہے کہ یہ رہتی بستی دنیا کب چل بسے گی۔ اور کب دم توڑے گی۔

۵۱۴ / ۲۱۴

ابوحنیفۃ عن ابی الزبیر قال قرأ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بالحسنیٰ قال لا الٰہ الا اللہ۔

حضرت ابی الزبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی وصدق بالحسنیٰ تو آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ ہے۔

ف: یعنی یہ جو فرمان باری ہے فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنیٰ کہ پس جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سچ مانا اچھی بات کو تو اس میں اچھی بات سے مراد کلمہ توحید ہے۔ کیونکہ تمام بھلائیوں اور خوبیوں کی جڑ و بنیاد کلمہ توحید ہی ہے اس کے بغیر کوئی نیکی کارآمد نہیں خواہ داد و دہش ہو۔ خواہ اور کوئی نیکی۔ حسنیٰ کی اور تفسیریں بھی کتب تفسیر میں وارد ہیں۔ مثلاً فرض عبادات۔ ثواب جنت وغیرہ۔

کتاب الوصایا والفرائض!

کتاب وصایا اور فرائض میں!

۵۱۵ / ۲۱۵

ابوحنیفۃ عن عطاء عن ابیہ عن سعد بن ابی وقاص قال دخل علیّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی مرض فقلت یا رسول اوصی بمال کلہ قال لا۔ قلت فنصفہ۔ قال لا۔ قلت فثلثہ۔ قال والثلث کثیر لا تدع اھلک

حضرت سعد بن ابی وقاص رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اپنے پورے مال کی اللہ کے واسطے وصیت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اس سے آدھے کی۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اس کے تہائی کی۔ آپ نے فرمایا کہ تہائی بہت ہے۔ مت چھوڑ دے اپنے اہل

Marfat.com

یتکففون الناس ۔

وفی روایۃٍ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی سعدٍ یعود

قال اوصیت قال نعم اوصیت بمالی کلہ فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یناقصہ حتی قال الثلث والثلث کثیر ۔

وفی روایۃٍ عن عطاء عن ابیہ عن جدہ عن سعدٍ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی فقلت یا رسول اللہ اوصی بمالی کلہ قال لا قلت فبالنصف قال لا قلت فبالثلث

قال فبالثلث والثلث کثیر ان تدع اھلک بخیرٍ خیرٌ من ان تدعھم عالۃ یتکففون الناس ۔

عیال کو اس حال میں کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں ۔

ایک روایت میں اس طرح وارد ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد کے پاس عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم نے وصیت کی انہوں نے کہا جی ہاں میں نے اپنے پورے مال کی وصیت کی۔ تو پھر آپ اس کو گھٹاتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت سعدؓ نے ایک تہائی کے لئے کہا۔ تو آپ نے کہا کہ ایک تہائی بھی بہت ہے ۔

ایک اور روایت میں یوں ہے۔ کہ حضرت سعد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ بیمار پرسی کی غرض سے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے پورے مال کی وصیت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا (اچھا) آدھے کی۔ آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا (اچھا تو) ایک تہائی کی۔ آپ نے فرمایا ایک تہائی۔ اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ کیونکہ تمہارا اپنے گھر والوں کو مالدار چھوڑنا بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو فقیر چھوڑو۔ کہ لوگوں کے سامنے سوال کے لئے ہاتھ پھیلاتے پھریں ۔

ف: یہیں سے یہ مسئلہ یا یہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ وصیت ایک تہائی مال تک جائز ہے۔ نہ اس سے زائد۔ پھر حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اس سے بھی کم کرنا چاہئے۔ اور آنحضرت کے الفاظ مذکورہ سے دلیل لاتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا والثلث کثیر کہ ایک تہائی بھی بہت ہے۔ چنانچہ ایک جماعت اسی خیال کی پیرو ہے۔ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ ثلث سے کم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اگر وصیت کو ایک تہائی سے بھی کم کرنا زائد بھی جائز ہوتا۔ تو آپ حضرت سعد سے ایک تہائی سے بھی کم کراتے۔ پھر بیہقی اپنی سنن میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت بدیں معنی لائے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا وصیت میں ایک تہائی مال کا درمیانی حصہ ہے نہ اس سے کم ہو نہ زیادہ۔ یہ روایت بھی پچھلے خیال کی تاکید کرتی ہے ۔

Marfat.com

۵۱۶ ح ۲

ابوحنیفة عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یرث المسلم النصرانی الا ان یکون عبده او امته ؎

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نصرانی کا وارث نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ نصرانی اس کا غلام ہو یا نصرانیہ اس کی باندی ؎

ف: مسلمان اور کافر کے درمیان مسئلہ توارث کی مختصر وضاحت یہ ہے کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔ البتہ اس میں ضرور اختلاف ہے کہ آیا مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہے یا نہیں۔ جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ اربعہ کا یہی مسلک ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ ان کی حجت یہی حدیث ہے یا اس جیسی احادیث جو کتب صحاح میں وارد ہیں کہ ان میں توریث سے صاف انکار ہے سوا اس صورت کے کہ نصرانی مرد غلام ہو یا نصرانی عورت چھوکری۔ حضرت معاذ بن جبل رضؓ اور حضرت معاویہ اور سعید بن مسیب اور مسروق توریث کے قائل ہیں۔ اور وہ اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ الاسلام یعلو ولا یعلی کہ اسلام غالب رہتا ہے نہ مغلوب۔ مگر یہ دلیل قوی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں محض فضیلت اسلام کا ذکر ہے۔ نہ ارث کا۔ بخلاف احادیث مذہب اول کے کہ ان میں ارث سے صاف انکار ہے۔ پھر ارشاد ساری میں ہے کہ اگر نصرانی مسلمان کا غلام ہو تو مسلمان نصرانی کے مرنے کے بعد اس کے مال کا حقدار اس لئے بنتا ہے کہ غلام کا مال اس کی ملک نہیں۔ وہ دراصل اس کا آقا ہے تو گویا مسلمان آقا ہونے کے سبب اس کے مال کا مستحق بنا۔ نہ وارث ہونے کی حیثیت سے ؎

۵۱۷ ح ۳

ابوحنیفة عن طاؤس عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الحقوا الفرائض باهلها فما بقی فلاولی رجل ذکر ؎

حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تم فرض حصے ان کے مستحقین کو۔ اور جو بچ رہے وہ قریب ترین مرد کو (خواہ وہ بالغ ہو یا بچہ بحق عصبیت) ؎

ف: اصحاب الفرائض یا ذوی الفروض وہ قرابت والے ہیں جن کے حصے مقرر ہیں اور جن کا ذکر کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ میں آچکا ہے۔ یہ حصے کل چھ ہیں آدھا۔ تہائی۔ اٹھواں۔ دو تہائی۔ ایک تہائی اور چھٹا۔ اور ان کے حقدار یہ ہیں ماں۔ باپ۔ میاں۔ بیوی۔ بیٹے۔ بیٹیاں۔ بھائی۔ بہنیں۔ یہ کل تعداد میں بارہ ہیں چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں۔ ان سے بچا ہوا حصہ عصبہ لیتے ہیں۔ مزید تفصیل کتب فرائض میں مل سکتی ہے ؎

۵۱۸ ح ۴

ابوحنیفة عن الحکم عن عبد الله بن شداد ان ابنة لحمزة اعتقت مملوکا فمات فترک ابنة فاعطی النبی صلی الله علیه وسلم الابنة النصف

عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ کی بیٹی نے آزاد کیا ایک غلام کو پس وہ غلام مر گیا اور چھوڑ گیا ایک بیٹی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی کو آدھا حصہ دیا۔ اور حضرت حمزہ کی بیٹی کو

واعطی ابنة حمزة النصف ۔ بقیہ آدھا ۔

ف :۔ یہ غلام آزاد کرنے والی بیٹی حضرت عبداللہ بن شداد کی بیٹی کے رشتہ میں سے بہن تھیں بعض کے نزدیک آزاد کرنے والے خود حمزہ تھے۔ چنانچہ دارقطنی کی روایت سے ایسا ہی پتہ چلتا ہے۔ مگر صحیح یہ ہی ہے کہ ان کی لڑکی آزاد کرنے والی تھیں۔ نہ وہ خود۔ اس سے اس مسئلہ کا ثبوت ملتا ہے کہ مولی العتاقۃ جس کو عصبہ سببیہ بھی کہتے ہیں بنا بر عصبیت میراث کا حقدار بنتا ہے۔ یہ ذوی الارحام پر مقدم مانا جاتا ہے۔ البتہ عصبہ نسبیہ سے اس کا مرتبہ بعد تر کا ہے۔ پھر حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ مولی العتاقۃ میں مرد ہونے کی شرط نہیں۔ وہ خواہ مرد ہو خواہ عورت اسے حق ولا حاصل ہے ۔

۵۱۹ ح ۵

ابوحنیفة عن الهیثم عن الشعبی عن مسروق عن عائشة رضی الله عنها قالت لما نزلت اِنَّ الَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ اموال الیتامٰی ظلمًا اِنَّمَا یأکلون فی بطونهم نارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۔ عدل مَنْ کَانَ یعول اموال الیتامٰی فلم یقربوها وشق علیهم حفظها وخافوا الاثم علٰی انفسهم فنزلت الآیة فَخَفَّفَ علیهم

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ وان تخالطوهم الآیة ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت اتری ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی الخ (ترجمہ آیت) کہ البتہ جو لوگ ناحق یتیموں کے مال کھاتے ہیں تو وہ کھاتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ تو جو یتیموں کے مال کی دیکھ بھال وغیرہ پرداخت رکھا کرتے تھے وہ ان کے مالوں سے بچے اور ان کو انہوں نے چھوا تک نہیں اور ان پر ان اموال کی حفاظت دوبھر ہوگئی کیونکہ وہ اپنے بارہ میں ڈرے کہ کہیں گنہگار نہ ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ نے آیت ویسئلونک عن الیتامٰی قل اصلاح لہم خیر وان تخالطوہم الآیۃ اتاری اور یوں ان کی تکلیف کو ہلکا کیا۔ (ترجمہ آیت) اور آپ سے پوچھتے ہیں یتیموں کا حکم تو آپ کہئے کہ ان کے لئے مصلحت کی رعایت بہتر ہے۔ اور اگر (خرچ وغیرہ میں) ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں ۔

ف :۔ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس کی روایت میں اس کی مزید تفصیل یوں وارد ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے ولا تقربوا مال الیتامٰی الا بالتی ھی احسن ۔ وان الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلمًا الخ کی آیات اتاری۔ تو جس جس کی سرپرستی میں کوئی یتیم تھا وہ گیا اور یتیم کا کھانا اور پینا اپنے سے جدا کر دیا۔ تو جب یتیم کا کھانا اس سے بچ جاتا تو ایسا ہی رکھا رہنے دیتے۔ یہاں تک کہ وہ یتیم خود اس کو کھا لیتا یا سڑ بس کر پھینک جاتا۔ تو یہ احتیاط سرپرستوں پر دوبھر ہوگئی۔ چنانچہ اس کا ذکر آنحضرت کے روبرو ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے یسئلونک عن الیتامٰی الخ کی آیت اتاری۔ لہذا سرپرستوں نے پھر یتیموں کو کھانے پینے میں ۔

Marfat.com

اپنے ساتھ شریک کرلیا ۔

ابوحنیفۃ عن محمد بن المنکدر عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یتم بعد الحلم ۔

حضرت انس بن مالک رض کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں ۔

ف :۔ یعنی یتیم وہ ہی بچہ کہلائے گا کہ جس کا باپ مرگیا ہو۔ اور ابھی وہ بالغ نہ ہوا ہو اور اگر وہ بالغ ہو گیا تو وہ باصطلاح شرع یتیم نہیں ۔

۲۲۹ کِتَابُ الْقِیَامَۃِ وَصِفَۃِ الْجَنَّۃِ!

کتاب قیامت کے بیان اور جنّت کی صفت میں!

ابوحنیفۃ عن اسماعیل عن ابی صالح عن ام ھانئ عن رسول اللہ صلعم قال ان یوم القیٰمۃ ذو حسرۃ وندامۃ ۔

حضرت ام ہانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت حسرت و ندامت کا دن ہے ۔

ف :۔ کتب صحاح میں اس حدیث کے ہم معنی وہم مطلب بہت سی احادیث وارد ہیں۔ یہ فرمان نبوی در اصل اس ارشاد خداوندی کی ترجمانی کرتا ہے۔ کہ فرمایا۔ وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر کہ آپ ان کو حسرت کے دن (یوم قیامت) سے ڈرایئے۔ جب کہ فیصلہ صادر کردیا جائے گا۔ اور حقیقت میں روز قیامت کافر مشرک اور نیز امت محمدیہ کے فاسق فاجر بدکار اپنے پچھلے گناہوں اور گذشتہ بدکرداریوں پر حسرت وافسوس کریں گے پشیمان وشرمندہ ہوں گے رنج وصدمہ سے ہاتھ کاٹیں گے اور دست حسرت ملیں گے مگر کچھ نہ کرسکیں گے یوں حسرت گو اہل جنت کو بھی ہوگی مگر وہ دوسری شکل کی اور دیگر نوعیت کی کہ حضرت معاذ سے طبرانی وبیہقی میں بدیں الفاظ روایت ہے لیس یتحسر اھل الجنۃ یوم القیمۃ الا علی ساعۃ مرت بھم ولم یذکروا اللہ فیھا کہ روز قیامت اہل جنت کسی چیز پر حسرت نہیں کریں گے مگر اس ساعت پر جو دنیا میں گذری اور انہوں نے اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا۔ یہ دراصل حسرت وندامت نہیں بلکہ زیادتی اجر وثواب وترقی مدارج ومنازل کا ارمان ہے اور اشتیاق نہ پشیمانی وندامت یا شرمندگی ۔

ابوحنیفۃ عن اسماعیل عن ابی صالح عن ام ھانئ عن رسول اللہ صلعم قال ان القیٰمۃ ذو حسرۃ وندامۃ ۔

حضرت ام ہانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت حسرت و ندامت والی ہے ۔

ف :۔ یہ حدیث حدیث بالا کی تکرار ہے اور اسی کے ہم معنی ۔

Marfat.com

۵۲۳/۳

ابوحنیفة عن اسماعیل عن ابی صالح عن ام هانئ قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله خلق من الجنة مدینة من مسك اذفر ماؤها السلسبیل وشجرها خلقت من نور فیها حور حسان علی کل واحدة سبعون ذؤابة لوان واحدة منها اشرقت فی الارض لاضاءت ما بین المشرق والمغرب ولملأت من طیب ریحها ما بین السماء والارض فقالوا یا رسول الله لمن هذا قال لمن کان سمحا فی التقاضی ؛

حضرت ام ہانی رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے جنت میں ایک شہر مشک اذخر کا پیدا فرمایا ہے۔ جس کا پانی سلسبیل ہے اور اس کے درخت نور سے بنے ہوئے جس میں حوریں ہیں خوش جمال کہ ان میں سے ہر ایک کی ستر لٹیں ہیں (مینڈھیں)۔ اگر ان میں سے ایک بھی زمین میں نور افگن ہو تو زمین کو مشرق سے لے کر مغرب تک روشنی سے چمکا دے اور آسمان و زمین کے درمیان پوری فضا کو اپنی مست جوشبو سے مہکا دے اور معطر کر دے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس کے لئے ہے آپ نے فرمایا اس کے لئے جو قرض کے تقاضے میں نرم دل ہو۔ (سختی و درشتی نہ برتے) ؛

وفی روایة قال لوان واحدة من الحور العین اشرقت لاضاءت ما بین المشرق والمغرب ولملأت ما بین السماء والارض من طیبها ؛

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان حور عین میں سے اگر ایک بھی عالم ظہور میں آجائے تو زمین کے مشرق و مغرب کا درمیانی حصہ پورا کا پورا جگمگا اٹھے اور آسمان و زمین کا درمیانی خلا پورا اس کی مہک سے بھر جائے اور معطر ہو جائے ؛

وفی روایة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله مدینة خلقت من مسك اذفر معلقة تحت العرش وشجر من النور وماؤها السلسبیل وحور عینها خلقت من نبات الجنان علی کل واحدة منهن سبعون ذؤابة لوان واحدة منهن علقت فی المشرق لاضاءت اهل المغرب ؛

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ام ہانی کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کا پیدا کیا ہوا ایک شہر ہے جس کی خلقت مشک اذخر سے ہوئی ہے لٹکا ہوا ہے عرش کے نیچے۔ اس کا درخت نور سے ہے اور اس کا پانی سلسبیل اس کے حور عین کی پیدائش جنت کی گھاس سے ہے۔ ان میں سے ہر ایک پر ستر لٹیں ہیں (مینڈھیں) کہ اگر ایک بھی ان میں سے مشرق میں لٹکا دی جائے تو البتہ اہل مغرب تک کو منور و روشن کر دے ؛

ف: جنت و ما فیہا کی تعریف و توصیف سے احادیث صحیحہ پر ہیں۔ خطیب اپنی تاریخ میں حضرت انس رضؓ سے بایں معنی حدیث مرفوع لائے ہیں کہ حوروں کی خلقت زعفران سے ہے۔ طبرانی بھی کبیر میں اعمی

Marfat.com

مضمون کی حدیث لائے ہیں۔ ابن مردویہ حضرت عائشہ سے حدیث لائے ہیں کہ حوروں کی خلقت تسبیح ملائکہ سے ہے۔ طبرانی حضرت سعید بن عامر رض سے مرفوع روایت لائے ہیں کہ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین پر اپنی روشنی ڈالے تو زمین مشک کی خوشبو سے بھر جائے اور سورج و چاند اپنی روشنی چھوڑ بیٹھیں حضرت علامہ غزالی رح منہاج العابدین میں یہ قصہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رح کے بعض شاگردوں نے آپ سے کہا کہ حضرت آپ مسائل دینی کی تحقیقات اور اجتہادی کاوشوں میں اس قدر سخت منہمک و مصروف ہیں کہ آپ کی ظاہری حالت زار ہے اور قابل افسوس۔ اگر قدرے اپنی محنت کم کریں اور دینی مصروفیتوں کو گھٹائیں تو بھی ہمارے خیال ناقص میں کام چل سکتا ہے۔ اس پر سفیان ثوری فرمانے لگے کہ میں اپنی جان کو علمی تحقیقات میں کیوں نہ کھپاؤں جب کہ مجھے یہ روایت پہنچ چکی ہے کہ اہل جنت جنت میں اپنے اپنے کاشانوں میں ہوں گے کہ یکایک ایک زبردست نور تجلی فگن ہوگا جس سے آٹھوں جنتیں جگمگا اٹھیں گی۔ لامحالہ اہل جنت یہ ہی خیال کریں گے کہ ذات باری کے نور کی تجلی ہے۔ چنانچہ سب اس کے سامنے سربسجود ہوں گے۔ تو غیب سے آواز آئے گی کہ اپنے اپنے سر اٹھاؤ۔ دھوکہ نہ کھاؤ۔ یہ نور رب نہیں یہ تو جنت کی ایک جاریہ کا نور تھا۔ جو اپنے زوج کے سامنے ہنس پڑی تھی۔

اللہ اکبر یہ بندہ کے خیال و گمان میں نہ آنے والی مذکورہ نعمتیں اور اس کی عقل و فہم سے بالاتر بخششیں جو بہشت میں مومن بندوں کو عطا ہوں گی۔ ان کا استحقاق کن خوش قسمت مومنین کو ہوگا۔ اور ان کے حقدار کون صاحب نصیب مسلمان ہوں گے۔ ان کا پتہ ان کی خوشخبری سنانے والے خود آنحضرت دیتے ہیں کہ وہ وہ لوگ ہوں گے جو قرض خواہی اور حق طلبی کے وقت قرضدار سے نرمی۔ خوش خوئی خوش مزاجی سے پیش آئیں گے۔ حسن برتاؤ و حسن اخلاق۔ ہمدردی و دلسوزی اور خدا ترسی کا ثبوت دیں گے۔ نرم۔ رحم بھرے الفاظ میں تقاضہ کریں گے۔ اس کے نازک و پیچیدہ حالات کے ماتحت اس کے ساتھ برتاؤ کریں گے۔ اگر فی الوقت ادائیگی سے قاصر ہوگا اور قرض کی سبکدوشی سے عاجز تو اس کو کچھ اور مہلت و ڈھیل دیں گے اور یوں اس کے دکھے اور ٹوٹے ہوئے دل کو اور ڈھارس دیں گے۔ اور اگر پوری مقدار کی ادائیگی پر قادر نہ ہوگا تو بقیہ معاف کر دیں گے۔ یا اس کی ادائیگی بعد کی کسی تاریخ پر موقوف رکھیں گے گویا اس کے حالات جس قسم کے برتاؤ کا تقاضہ کریں گے۔ وہ ہی عمل میں لائیں گے۔ لہذا ایسے شرافت و انسانیت کے علمبرداروں کو اللہ تعالیٰ جنت میں نعمتوں سے نوازیگا اور خوش دل و شاد کریگا۔ برخلاف ان کے وہ سنگ دل بے رحم انسان کہ جب کسی کو بھولے بھٹکے کچھ قرض دے گذریں گے۔ تو گویا قرضدار کی جان کے مالک بن بیٹھیں گے۔ خدا ان کی قرض طلبی سے بچائے۔ قرض کیا مانگتے ہیں۔ جان لینے کھڑے ہو جاتے ہیں آنکھیں لال پیلی کرتے ہیں۔ کلام میں درشتی و سختی برتتے ہیں اگر بیچارہ قرضدار عذرات و مجبوریوں کے نرم الفاظ زبان سے نکالتا ہے۔ تو یہ تند مزاج ادھر سے دل شکن الفاظ کے پتھر اس پر برساتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت زبان کا جواب ہاتھ سے دینا پسند کرتے ہیں۔ مہلت و ڈھیل معافی یا کمی تو ان کے مذہب میں روا ہی نہیں۔ خدا کی پناہ ایسے بندے اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہیں اور سزاوار عتاب ہیں۔

Marfat.com

قال جامعه الشيخ المحقق العلامة الفهامة مولانا الشيخ محمد عابد السندی الانصاری هذا آخر ما وجدته من رواية الخصكفي في مسند الامام الاعظم ابی حنيفة النعمان رح والحمد لله الذی عم نواله علی العباد والصلوٰة علی رسوله محمد المصطفی وعلی آله و اصحابه الامجاد۔ فقط ؛

کہا اس مسند کے جمع و مرتب کرنے والے شیخ محقق علامہ فہامہ مولانا شیخ محمد عابد سندھی انصاری نے کہ یہ آخری روایت ہے جو میں نے حضرت امام اعظم ابی حنیفہ النعمان رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں بروایت خصکفی پائی۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس کے انعامات سب کو شامل ہیں اور درود ہو اس کے برگزیدہ رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی برگزیدہ اولاد و اصحاب پر ؛

تمت بالخیر

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب و مالکان مطبع سعیدی قرآن محل
بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی!

Marfat.com

کُتب احادیث نبویؐ کے دو انمول تحفے!

مشکوٰۃ شریف

مترجم اُردو

چھ ہزار سے زائد احادیث نبوی کا انمول ذخیرہ

ایک کالم میں عربی عبارت مع اعراب (زیر و زبر) اسکے مقابل دوسرے کالم میں بامحاورہ سلیس اُردو ترجمہ،

درحقیقت یہ کتاب حدیث شریف کی ۱۱ کتابوں یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی مسند امام احمد، امام مالک، امام شافعی، بیہقی اور دارمی کا

بے نظیر انتخاب ہے!

سچ تو یہ ہے کہ آج تک اس کتاب کا حق پوری طرح ادا نہ ہوا تھا، مگر خدا کے فضل و کرم سے ہم پہلی مرتبہ اہل علم اور اُردو دان طبقہ کے سامنے ایک نئی شان و شوکت اور طرز جدید پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، تاکہ ہر دو حضرات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی برکت سے مستفیض ہو سکیں،

تین جلدوں میں کامل ہے،

قیمت مجلد فی جلد آٹھ روپے، محصول ڈاک ایک روپیہ

علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی طلب فرما سکتے ہیں،

۸۰۰ احادیثِ نبوی کا گراں قدر مجموعہ۔

جو بلا اختلاف دنیائے اسلام میں یکساں مقبول ہے

انتخاب صحاح ستّہ

مترجم اُردو

یعنی

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی کا

بے نظیر خلاصہ

صحاح ستّہ کے نام سے مندرجہ بالا چھ کتابوں کو اپنی صحت و عظمت کے لحاظ سے قرآن پاک کے بعد اولیت حاصل رہی ہے، لیکن یہ کتابیں اس قدر ضخیم اور قیمتی ہیں کہ ہر شخص ان سے فیض حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھ سکتا،

اس لئے ہم نے نہایت سعی و کوشش کے بعد ان کتابوں کا انتخاب تیار کرایا ہے جس کو درحقیقت احادیثِ نبوی کی روح کہا جا سکتا ہے،

ایک کالم میں عربی مع زیر و زبر اور اس کے مقابل دوسرے کالم میں سلیس اردو ترجمہ اور ضروری فوائد و تشریحات درج ہیں،

قیمت مجلد پانچ روپے، محصول ڈاک بارہ آنہ

محمد سعید اینڈ سنز، تاجران کُتب و مالکان مطبع سعیدی، قرآن محل

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی!

احادیث نبوی کے دو بیش بہا گوہر!

مؤطا امام محمدؒ مترجم اُردو!

مع ضروری فوائد و تشریحات

ایک ہزار سے زائد احادیث نبوی کا بے نظیر مجموعہ

فقہ و احکام کی کتابوں میں جو اہمیت مؤطا امام محمد کو حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں،

دراصل "مؤطا" امام مالکؒ کی لکھی ہوئی ہے جس کو آپ نے دس ہزار احادیث نبوی کے ذخیرہ سے منتخب کیا تھا، اور آج کل اس کے کم و بیش پندرہ نسخے دیارِ عرب میں پائے جاتے ہیں یعنی امام مالکؒ کے پندرہ شاگردوں کے نام سے یہ نسخے مشہور ہیں جنھوں نے آپ سے روایت کر کے ترتیب دی تھی۔ ان میں یحییٰ اندلسیؒ اور امام محمدؒ کی مؤطا کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ کسی دوسری مؤطا کو حاصل نہ ہو سکی، مؤطا امام مالک یحییٰ اندلسی نے مرتب کی اور اس کتاب کا نام اپنے استاد کے نام پر رکھا مگر امام محمدؒ نے مؤطا ترتیب دیکر اپنے نام سے رکھی۔ اور چونکہ امام محمدؒ حنفی مسلک پر تھے اس لئے جہاں کہیں انہیں اپنے استاد سے اختلاف یا اتفاق ہے اس کا حدیث کے بعد اظہار کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ مؤطا امام محمدؒ کو اکثر اصحاب علم نے یحییٰ اندلسی کی مؤطا امام مالک پر ترجیح دی ہے اور بڑی تائید کی ہے

اس مہتم بالشان کتاب کا حق تھا کہ اُردو دان حضرات بھی اس سے مستفید ہوتے، چنانچہ ہم نے ایک کالم میں متن عربی عبارت مع زیر و زبر اور اس کے مقابل دوسرے کالم میں اُردو ترجمہ بامحاورہ اور فقہ حنفی کی روشنی میں شرح و ضروری فوائد کے ساتھ شائع کی ہے،

قیمت مجلد آٹھ روپے، محصول ڈاک ایک روپیہ،

کتاب الآثار مترجم اُردو

مع فوائد و ضروری تشریحات

۹۰۰ آثار (احادیث نبوی) کا گرانقدر و بیش بہا ذخیرہ

جس کو امام اعظم ابو حنیفہؒ نے چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا اور آپ کے امام محمدؒ نے روایت کر کے کتابی شکل میں مرتب فرمایا ہے۔ کتاب الآثار کے سوا آج ہمارے پاس سنن کی کوئی کتاب ایسی موجود نہیں کہ جس کے مصنف کو تابعیت کا شرف حاصل ہو اور یہ ایسی فضیلت ہے جس میں امام ابو حنیفہؒ اس عہد کے تمام مامور ائمہ میں ممتاز ہیں، امام ممدوح کی جلالت قدر کے لئے اس سے زیادہ اور کیا درکار ہے کہ وہ اُمت میں امام اعظمؒ کے لقب سے مشہور ہیں اور ان کے اجتہادی مسائل پر اسلامی دنیا کی دو تہائی آبادی بارہ سو برس سے برابر عمل کرتی چلی آ رہی ہے، اور تمام اکابر ائمہ آپ کے فضل و کمال کے معترف ہیں،

امام ابو حنیفہؒ کی نظر انتخاب نے چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے ۹۰۰ احادیث منتخب کیں، اور علم شریعت کو باقاعدہ ابواب پر مرتب فرمایا، اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ فقہ حنفی کی بنیاد کتاب الآثار کی احادیث و روایات پر مبنی ہے،

ایک کالم میں عربی اور دوسرے کالم میں اُردو ترجمہ مع ضروری فوائد و تشریحات شائع کی گئی، تاکہ اُردو دان حضرات بھی احادیث نبوی کے فیض سے استفادہ حاصل کر سکیں،

قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش آٹھ روپے

محصول ڈاک ایک روپیہ،

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی!

Marfat.com

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول اللہؐ جو کچھ تم کو دیں، اُس کو لے لو، اور جس سے منع کریں، اُس سے باز آ جاؤ!

مسند

امامِ اعظمؒ مترجم اُردو

۵۲۳ احادیث نبویؐ کا ایمان افروز خزانہ

جسے فقہ حنفی کے بانی حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مرتّب فرما کر مسلمانانِ عالم پر احسانِ عظیم فرمایا ہے!

ترجمہ و فوائد

مولانا سعد حسن صاحب!

ناشران: سعید محمد اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

Marfat.com